قلزم مدحت

نعتیہ مجموعہ

فکر و قلم
خلیفۂ امینِ شریعت و تاج الشریعہ
ابو علوان محمد اشرف رضا قادری
چیف ایڈیٹر امینِ شریعت، سہ ماہی

جماعت رضائے مصطفیٰ
برانچ کیشکال (چھتیس گڑھ)

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ

نام کتاب	:	قلزم مدحت (نعتیہ مجموعہ)
شاعر	:	ابوعلوان محمد اشرف رضا قادری
کمپوزنگ	:	حافظ وقاری محمد اسلم رضا قادری بلودابازار چھتیس گڑھ
صفحات	:	۱۰۰
قیمت	:	
نمودِاوّل	:	۲۰۲۳
ناشر	:	امین شریعت دارالمطالعہ، بلودابازار چھتیس گڑھ (انڈیا)

Contact:

AMINE SHARIAT DARUL MUTALA

BHAI PROVISION STORE, OLD BUS STAND, BALODA BAZAR

DIST.: BALODA BAZAR BHATAPARA (C.G.)

PIN: 493332, WHATSAPP NO. :+91 98378-17726

92ashrafrazakhan@gmail.com

شرفِ انتساب

شہنشاہِ سخن استادِ زمن برادرِ اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی

شہزادۂ استاذ زمن استاذ العلماء

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حسنین رضا خاں بریلوی

جگر گوشۂ علامہ حسنین رضا خاں، شبیہ مفتئ اعظم ہند مخدوم چھتیس گڑھ

امین شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں بریلوی

علیہم الرحمہ

فہرست

☆ اپنی بات 7

☆ مقدمہ 11

☆ حالِ دل کس کو سنائیں یا الہٰ العالمیں 25

☆ دل میرا قرآن بنا دے یا اللہ 26

☆ سارے ہی جن و بشر حمدِ خدا کرتے ہیں 27

☆ ملا ہے غم میں سہارا درود پڑھنے سے 28

☆ بعدِ خدا وہ سب سے برتر اللہ اکبر، اللہ اکبر 30

☆ اشرف رسولِ پاک کو دل سے پکار بس 31

☆ کُل انبیا کے میر ہیں سرکارِ دو جہاں 32

☆ جلوۂ زیبا دکھا دیجے مدینے والے 33

☆ تو واصفِ شہِ بطحا حدائقِ بخشش 35

☆ اگر چہ ہے بندہ گنہگار بے حد 36

☆ ستم پیشوں کے جھرمٹ میں، جفا کاروں کے جھرمٹ میں 38

☆ فضا ہے مشک سے بھری مدینۃ الرسول میں 39

☆ اللہ اللہ کس قدر پیارا محمد نام ہے 40

☆ محمد کی اطاعت، ربِ اکبر کی اطاعت ہے 42

☆ مدح و ثنا ہے آپ کی محورِ حیات کا 43

☆ ملے سکون و قرار آقا 44

☆ کعبۂ جاں، جانِ ایماں، جانِ ایقاں، جانِ جاں 45

☆ محبوبِ کردگار ہے یا شافعِ امم 46

☆	اخلاص سے پڑھ اسمِ محمد کا وظیفہ	47
☆	رکھ ادب ملحوظ ہر دم اے ثنا خوانِ رسول	48
☆	حبیبِ کبریا ہو، نازشِ ارض و سماتم ہو	49
☆	یقیناً وہ بشر اپنے مقدر کا سکندر ہے	50
☆	رنج کے ماروں کو، مُردوں کو مسیحا کر دیا	51
☆	ہماری فکر کا بس نعتِ پاک محور ہو	52
☆	بن رشکِ ماہ واختر، خاکِ حجاز ہو جا	53
☆	پڑھا کتابوں میں جب اس کا فائدہ میں نے	54
☆	اے دو جہان کے سردار و حاکم و مخدوم	56
☆	شاہِ مدینہ کا ہوں ثنا خواں زہے نصیب	57
☆	ہجر کی ہے رات اور اختر شماری یا رسول	58
☆	اے شہنشاہِ مدینہ آپ کے آنے کے بعد	59
☆	کمالِ صنفِ تحمید و ثنا سامانِ بخشش ہے	60
☆	ادب کا مہرِ درخشاں سفینۂ بخشش	61
☆	دیکھا گیا نہ کوئی بھی ہمسر زمین پر	63
☆	امت رواں دواں ہے تری امتحاں کی سمت	64
☆	روشن چراغِ عشق و محبت ہے آج بھی	65
☆	دیارِ شافعِ محشر مدینہ آنے والا ہے	66
☆	کیا ہی ذوق افزا ہے راگنی مدینے میں	67
☆	عیدِ قرباں ہے ذوقِ جنوں کا نشاں	69
☆	رتبہ بڑا ہے آپ کا عالی مرے کریم	70
☆	اصنافِ شاعری میں بہت لاجواب ہے	72

☆ کرمدحتِ ممدوحِ خدااورزیادہ 73

☆ اے ابرِ سخا، فیضِ اتم سیدِ عالم 75

☆ دلِ بیمارتو چل محسن وغم خوار کے پاس 77

☆ زباں پرحمدِ رب اورنغمۂ صلِ علیٰ ہوگا 78

☆ باعثِ خیر ہے بعثت تری جانِ جاناں 79

☆ خدا کی ذاتِ حسیں کا حسین مظہر ہو 81

☆ کرم کی جھوم کے برسی گھٹامدینے میں 83

☆ کہہ رہے ہیں یہ سخن ور، ذوقِ نعت 85

☆ بعدِ رب ان کی بڑی ذات ہے، سبحان اللہ 87

☆ نبی کے صدقے ملیں ہم کونعمتیں کیا کیا 88

☆ مٹانے فرشِ گیتی سے سبھی تاریکیاں آئے 89

☆ سوئی ہوئی تقدیرہو بیدار کسی دن 90

☆ ہونٹوں پہ اگر صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ ہو 91

☆ گُل وگلشن میں یہ رنگوں کی جوجلوہ فشانی ہے 92

☆ تقدیر جگاتے ہیں مدینے کے مسافر 93

☆ اِدھر ڈھونڈتی ہے اُدھر ڈھونڈتی ہے 94

☆ اَے حاجیو! کعبہ کی زیارت ہومبارک 95

☆ آقامرے نصیب کے گیسوسنواردو 97

☆ ہوئی کافور ظلمت، روشنی پھیلی ہدایت کی 98

☆ باطل سے بھی ہم ٹکرائیں گے ناموسِ رسالت کی خاطر 100

اپنی بات

ابوعلوان محمد اشرف رضا قادری
مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت

محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ''اخبار الاخیار'' کے آخر میں لکھا ہے

> :''اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے، جسے تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود رہتی ہے۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلسِ میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری اور محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا رہا ہوں۔''

(اخبار الاخیار مترجم، ص:۶۰۵، مطبوعہ: اکبر بک سیلز، لاہور)

حضور نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ ناز میں درود و سلام کا گلدستہ پیش کرنا، دراصل ''نعت'' ہی کی ایک مقبول و متداول صورت ہے۔ نعت لکھنا، نعت پڑھنا، نعت کی محفل سجانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں زبان و قلم کو مصروف رکھنا، سعادت مندی کی بات اور فیروز بختی کی علامت ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو بساطِ گیتی پر لمحہ بہ لمحہ ظہور پذیر ہوتا رہتا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ نعت راہِ ہدایت بھی ہے اور راہِ نجات بھی۔ نعت سلیقۂ زندگی بھی ہے اور قرینۂ بندگی بھی۔ روزِ ازل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ کی مدحت کا مبارک سلسلہ جاری ہے۔ عالمِ ارواح میں جب اللہ رب العزت نے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے یہ عہد و پیمان لیا تھا :

وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

(القرآن الکریم، سورہ آلِ عمران، آیت:۸۱)

گویا اسی وقت سے نعت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ کیوں کہ نعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کا نام ہے، خواہ نظم میں ہو یا نثر میں۔ نعت کی قندیل اپنے سینے میں روشن کرنے والا اور زبان وقلم کی وساطت سے اس کا والہانہ اظہار کرنے والا اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کرے، کم ہے۔ نعت چوں کہ صراطِ مستقیم اور راہِ نجات ہے، اس لیے تمام تر دشواریوں کے باوجود اس راہ کے مسافر ہزاروں افراد بنے۔ سینکڑوں نعتیہ دواوین منظرِ عام پر آئے اور بے شمار کلیاتِ نعت زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئے۔ آخر کیوں؟ صرف اس لیے کہ ''نعت'' راہِ نجات ہے۔ نعت بخشش کا ذریعہ ہے۔ سعادتِ ابدی کے حصول کا وسیلہ ہے اور تقربِ خداوندی کا ایک مضبوط زینہ ہے۔ حسانؔ بن ثابت، کعبؔ بن زہیر، بوصیریؔ، سعدیؔ وجامیؔ، قدسیؔ اور امام احمد رضاؔ خان محدث بریلوی علیہم الرحمۃ والرضوان اسی راہِ نعت کے کامیاب مسافر اور قافلۂ مدحتِ شہِ کونین کے سالار بن کر گذرے ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ کے تتبع میں نعت گوئی ومدحت نگاری کا زرّیں سلسلہ جاری ہے۔

وہ ذاتِ گرامی جو مظہرِ حسنِ ازل، آئینۂ ذاتِ کبریا اور مظہرِ خلاقِ دو عالم ہو اور جس کی شان میں سینکڑوں قرآنی آیات نازل ہوئی ہوں۔ جس کی جبینِ سعادت پر رحمت وسعادت کا زرّیں تاج سجا ہو اور اللہ رب العزت نے خود جس کی تعریف وتوصیف بیان کی ہو، بھلا اس ذاتِ ستودہ صفات کی مدحت انسان کیا بیان کر سکتا ہے؟ زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ توصیف سے عاجز اور قلم آپ کی شایانِ شان مدحت سے قاصر ہے۔ صرف حصولِ برکت

اور جلبِ سعادت کے لیے انسان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف وکمالات اور محاسن و خصوصیات کا تذکرہ کر کے تھوڑا بہت توشۂ آخرت جمع کرسکتا ہے اور یہی وہ عمل ہے، جس کے بارے میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی پیروی کرتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ

> ''اے رب العالمین میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے، جسے تیری بارگاہ میں پیش کیا جاسکے۔ البتہ صرف ایک عمل ایسا ہے، جسے تیری بارگاہ میں سرخروئی حاصل کرنے کی غرض سے پیش کیا جاسکتا ہے اور وہ عمل ہے تیرے پیارے حبیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور تیرے محبوب کی مدح وثنا۔''

زیرِ نظر نعتیہ مجموعۂ کلام ''قلزمِ مدحت'' بس اسی مقصد کے تحت وجود میں لایا گیا ہے کہ اس کے ذریعے دنیوی ہدایت وسعادت اور اخروی فوز ونجات کا سامان مہیا کیا جاسکے اور اس کے ذریعے اللہ رب العزت کے تقرب کا راستہ ڈھونڈا جاسکے۔ راقِم آثم نہ کوئی شاعر ہے اور نہ دعوائے سخن دانی وشعر گوئی۔ بس مچلتے جذبات اور سسکتے احساسات کا ایک والہانہ اظہار ہے، جو شعر کے قالب میں ڈھل گئے ہیں۔ الحمد للہ! اس سے قبل فقیر مندرجہ ذیل مجموعہ ہائے کلام با ذوق قارئین کی خدمت میں پیش کرچکا ہے:

(۱) اے عشق ترے صدقے (مجموعۂ نعت ومناقب)
(۲) تضمینِ اشرفؔ (حسنؔ بریلوی کے پچاس کلاموں پر تضمینیں)
(۳) خیابانِ اشرفؔ (حسنؔ بریلوی کی زمین میں کہے گیے کلاموں کا مجموعہ)
(۴) منظوم سوانحِ امینِ شریعت
(۵) منظوم سوانحِ تاج الشریعہ
(۶) گلبنِ باغِ نور (رضاؔ بریلوی کی زمین میں کہے گیے کلاموں کا مجموعہ)
(۷) قطعاتِ اشرف (قطعات کا مجموعہ)

''قلزمِ مدحت''، فقیر کا آٹھواں شعری مجموعہ ہے، جو نعوت پر مشتمل ہے۔ ممدوحِ کائنات

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ رحمت بار میں عقیدتوں کا یہ خراج اس شعر کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ :

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی ست

محبِ گرامی، پیکرِ علم وادب حضرت مولانا مفتی توفیق احسن برکاتی دام ظلہ (استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) نے اس پر مقدمہ لکھ کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ فقیر ان کا شکر گذار ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین!

آخر میں اہلِ علم وقلم سے مؤدبانہ التماس ہے کہ کتاب میں کسی قسم کی ادبی وشرعی غلطی پائیں تو اطلاع فرمائیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔

مقدمہ

پیکر علم وادب حضرت مولانا مفتی توفیق احسنؔ برکاتی صاحب

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

میرا یہ مختصر مضمون نعتیہ شاعری سے متعلق تین بنیادی بحثوں پر مشتمل ہے:

(۱) نعت کیا ہے؟

(۲) نعت گوئی کی تاریخ

(۳) مولانا محمد اشرف رضا کی نعت نگاری۔

نعت کیا ہے؟

"نعت" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: مدح سرائی اور وصف بیان کرنا۔ لیکن ادبی اور اصطلاحی اعتبار سے اس لفظ کا استعمال صرف محبوبِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ہوتا ہے۔ یہ مدح نثر میں بھی ہوسکتی ہے اور نظم میں بھی، لیکن اردو اور فارسی میں جب "نعت" کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے۔ لسانی اعتبار سے دنیا کی تین زبانیں عربی، فارسی اور اردو سب سے زیادہ نعتیہ سرمایہ رکھتی ہیں، ان کے علاوہ زبانوں میں بھی نعتیں کہی گئیں لیکن وہ مذکورہ تین زبانوں کے ادبی خزانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اعلیٰ ترین نثر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحتوں کا واضح نمونہ ہمیں قرآن مجید کلام اللہ میں نظر آتا ہے، جس میں ان کے اخلاق عظیمہ بھی ہیں، کردار وعمل کی پختگی اور اوصاف حمیدہ کی تابانی بھی، علم وآگہی کی روشن نشانیاں بھی اور فکر وتدبر کی رنگینیاں بھی، بارگاہِ خداوندی کی محبوبیت بھی ہے اور مقامِ رفیع کی وضاحت بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیہم تبلیغی کوششیں بھی ہیں اور رحمت ورافت کی عظمتیں بھی۔ سیرت نبوی کا جمال بھی ہے

اور گیسوے خم دار کا کمال بھی، حسن صورت بھی ہے اور حسن کردار بھی ۔ گویا نعتیہ حقائق کی ایک ایسی کہکشاں ان پاروں میں سجی ہوئی ہے جس کی نورانیت سے پورا ادبی آفاق روشن ہے، یہاں ادب واحترام کی وہ بے مثال شمع جل رہی ہے جس کے گرد محبت کرنے والے اور اپنی جان نچھاور کرنے والے پروانوں کا ہجوم ہے۔

یاد رکھیں! کلام اللہ اعلیٰ ترین بلاغت اور معجز نما ادب کا نثری نمونہ ہے، اس کی کوئی آیت شعر نہیں ہے۔ لیکن اس نثر میں جو لسانی، ادبی، بلاغتی، معنیاتی اور تاثیری نظم ہے وہ کسی شعری نمونے میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اس اعتبار سے بھی قرآن مجید کا کمال ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ چوں کہ شعر میں خیال بندی لازم ہے ورنہ وہ ایک سپاٹ موزوں کلام ہو کر رہ جائے گا، شعر میں بھی بیانِ حقیقت ہوتا ہے لیکن تخیل کے رنگ میں، تاکہ اس کی شعریت باقی رہے اور کلام اللہ اور کلام رسول اللہ میں چوں کہ خبر بھی صدق و کذب کے احتمال سے محفوظ رہتی ہے اس لیے تخیل کا ادنیٰ سا بھی شائبہ یہاں باقی نہیں چھوڑا گیا۔ اس لیے کلام ربانی کے مخاطبِ اول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی شعر نہیں کہا، یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے منظوم کلام سماعت کیا، اس کی تحسین فرمائی اور ضرورت بھر اس کی اصلاح بھی کی اور ارشاد فرمایا: **ان من الشعر لحکمة.** (بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔) لیکن قرآن واحادیث میں ان شعرا کی حوصلہ شکنی اور مذمت بھی کی گئی ہے جو گمراہ کن مضامین اور غیر اخلاقی مفاہیم کو منظوم کرتے ہیں اور ان کے اشعار اخلاق سوز مواد کی نشر واشاعت کا سبب بنتے ہیں۔ فرمایا گیا: **والشعراء یتّبعهم الغاون، ألم تر أنهم فی کل وادیهیمون.** (سورہ شعرا: ۲۶۔ آیت: ۲۲۴)

شاعرِ نعت کا ممدوح محبوبِ خدا ہے جو ہر مماثل واشباہ سے منزہ اور اخلاق وکردار میں کامل ہے، ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبدیت اور رسالت کا جمال رکھتی ہے، ان کا "بندۂ خدا" ہونا بھی منفرد المثال ہے اور ان کا "رسول ہونا" بھی افضلیت کا حسن رکھتا ہے۔ وہ سید الانبیاء اور خاتم المرسلین ہیں، سیرت وصورت میں بے نظیر اور علم واخلاق میں لاجواب ہیں۔ ان کی شان بڑی عظیم ہے، وہ خدا نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہیں، اس لیے ان کی توصیف

وثنا گری کا فریضہ کما حقہ نہیں نبھایا جا سکتا۔ وہ **"ورفعنا لک ذکرک"** کی عظمتوں کے امین ہیں، اس لیے ان کی مدح سرائی کافی مشکل ہے۔

ممتاز محقق علیم صبا نویدی لکھتے ہیں:

> "نعت" شاعری کی بڑی مشکل صنف ہے۔ اس میں جتنی حد بندیاں اور پابندیاں ہیں، اتنی کسی اور ہیت میں نہیں۔ اس میں پیش آنے والے موضوعات میں حدِ ادب سے سرِ مو بھی تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔ جدت پسندی بھی ایک حد تک ہی اس میں روا رکھی جا سکتی ہے۔ اس ہیئت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت، محبت، ارادت اور عزت واحترام جزوِ کل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نعت لکھنے سے پہلے شاعر کو فن سے واقفیت اور زبان پر کامل دسترس کے ساتھ ساتھ تاریخی شواہد، قرآنی تفسیر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلق نہ صرف صحیح معلومات کا ذخیرہ ذہن و دل میں ہو، بلکہ اسلامی قدروں کا غائر مطالعہ بھی اشد ضروری ہے عقیدت اور وجدانی کیفیات سے نور کی برساتیں ہوتی ہیں تو نعت شریف میں بڑی ابدیت اور آفاقیت پیدا ہو جاتی ہے۔ نعت دراصل دربارِ مصطفیٰ میں صالح محبتوں، پاکیزہ عقیدتوں اور نیک جذبوں کے ساتھ گل ہائے عقیدت پیش کرنے کا عمل ہے۔"

(نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے، تمل ناڈو اُردو پبلی کیشنز، چنئی، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۸)

اس لیے ایک نعت نگار کو جہاں صالح جذبوں اور پاکیزہ خیالوں کا حامل ہونا چاہیے وہیں ممدوح کامل کے کردار و سیرت اور اعمال واشغال کا عارف ہونا بھی لازم ہے، وہ صرف شعر کی نزاکتوں سے ہی آگاہ نہ ہو بلکہ شرعی رموز واسرار کا واقف کار بھی ہو، تبھی وہ اس پل صراط پر سلامتی سے گزر سکتا ہے۔

"شعر" کلام موزوں مخیّل کو کہتے ہیں لیکن نعت کا شعر موزونیت کے ساتھ ایسا تخیل چاہتا ہے جو حقیقت ہو اور اس کی شعریت شریعت کی پابند ہو۔ "نعت" وہ ادبی صنف ہے جس میں ادب کی جمالیات کا ہر رنگ منعکس ہے، اس کی لفظیات بھی حد درجہ احتیاط کی پابند ہیں اور اس کے معنوی ابعاد بھی اعلیٰ درجہ حقیقت آمیزی کا عنصر رکھتے ہیں، نعت یک موضوعی رہتے ہوئے بھی اس قدر وسعت و ہمہ گیری رکھتی ہے جسے لفظ و معنی کے حصار میں مقید نہیں کیا جاسکتا۔ نعت کا ڈکشن جس قدر ادبی ہوگا اور اظہارِ معنی میں جس قدر جمالیاتی طرز اپنائی جائے گی یہ فن اسی قدر نکھر کر سامنے آئے گا۔ یہاں لفظ و معنی کا ایسا روحانی حصار اور فکر و تدبر کا ایسا دشوار گزار ادبستانی سلسلہ ہوتا ہے کہ آزادرَو مسافر اس راہ میں قدم نہ رکھے تو ہی بہتر ہے۔ طبیعت کی موزونی، ادب اور عشق کا آہنگ اور مطالعۂ سیرت کی بے کرانی جب اپنی انتہا کو پہنچ جائے تو نعت کہنی چاہیے۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری لکھتے ہیں:

> "نعت گوئی کی راہ اس لیے دشوار اور سنگلاخ ہے کہ اس راستے میں جادۂ اعتدال و توازن سے ذرّہ بھر کی لغزش یا ایک لمحے کی افراط یا تفریط کی زد میں بھٹک جانا گویا باعثِ خسران اور موجبِ ہلاکت ہے۔"

(نعتیہ شاعری کا ارتقا، فائن آفسٹ ورکس، الہ آباد، ۱۹۸۸ء، ص:۹)

ایک نعت نگار پر بے حد ضروری ہے کہ وہ موضوعِ نعت کا احترام کرے، وہ اظہارِ خیال سے پہلے اپنی فکر و آگہی کو آدابِ نعت کا پابند کرلے اور لوازمِ نعت اور اس کی احتیاطوں پر ہر گام نگاہ رکھے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ میدان وسیع بھی ہے اور نہیں بھی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس مقام پر پروفیسر سید رفیع الدین اشفاق ناگ پوری کے تحقیقی مقالے کا وہ اقتباس پیش کردوں جو زیرِ بحث مسئلے کو بڑی وضاحت و قطعیت کے ساتھ بیان کرتا ہے، لکھتے ہیں:

> "یہ میدان (نعت) وسیع بھی ہے اور تنگ بھی۔ وسیع اس لحاظ سے کہ ممدوح کے فضائل جس قدر بے حساب ہوں گے شاعر کو اسی قدر

موضوع کی وسعت ہاتھ آئے گی اور اس کے تخیل کی بلند پروازی کا سامان ہو سکے گا۔ یہاں شاعر حسن وخوبی کے ساتھ پیدا کرنے کے لیے مبالغہ کی زحمت سے بھی بچ جاتا ہے۔ اور پھر جہاں منعوت (ممدوح) کے فضائل مبالغے کی حدود سے آگے گزر گئے ہوں وہاں تخیل کی بلند ترین پرواز کو بھی کمالِ ممدوح سے پس ماندہ ہونا پڑتا ہے۔ فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں شاعر زمین سے پرواز کر کے افلاک کی سیر کرتا ہے، وہ ستاروں سے آگے گزر کر مقام مصطفائی کا مشاہدہ کرتا ہے یہاں تک کہ تمام افلاک اس کے تخیل میں آجاتے ہیں۔ اور اب وہ اپنے ممدوح کو عرش وکرسی پر جلوہ فرما پاتا ہے۔ اس لحاظ سے نعت گو شاعر کو طبع آزمائی کے لیے ایک وسیع میدان ہاتھ آتا ہے، ساتھ ہی ساتھ وہ نقاد کی دسترس سے بھی باہر رہتا ہے اور اپنے معتقدات کو سپر بناتے ہوئے ہر تنقید سے کامیاب گزر جاتا ہے۔ یہ میدان تنگ اس لحاظ سے ہے کہ باوجود اس فضا کی کشادگی اور وسعت کے تخیل کے حوصلوں کو اس بلندی کا ساتھ دینا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے شاعر میں گوناگوں صلاحیتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ اس لیے کہ یہ فقط عشق ومحبت کی داستان نہیں ہے کہ جس کے راگ کو جس نے جیسا چاہا الاپ لیا۔ دراصل یہ ایک ایسے ممدوح کی مدح ہے جس کی بارگاہ میں مبالغہ قربتِ ممدوح کا وسیلہ نہیں بن سکتا اور نہ یہاں اس بیان کو باریابی حاصل ہے جو صادق البیانی کی ترجمانی سے محروم ہے۔ پھر صدق وصفا کی زندگی کو سمجھنے کے لیے صدق وصفا کی حقیقت اور اس کی کیفیت کو قلب ونظر میں بسائے بغیر بھی کام نہیں چلتا۔ غرض کہ

حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ کر ان کے مرتبے کا بیان علم،
فضل، بصیرت اور شاعرانہ صلاحیت چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان
فضائل کا یک جگہ جمع ہونا آسان نہیں ہے اور انجامِ کار نعت کے
موضوع سے عہدہ برآ ہونا بھی مشکل ہے۔"

(اردو میں نعتیہ شاعری، ۱۹۵۵ء، نعت ریسرچ سینٹر، انڈیا، ایڈیشن ۲۰۲۲ء، ص: ۵۰،۵۱)

لیکن جن باکمال اشخاص اور عارفین پر اللہ کا کرم ہوتا ہے وہ پُراثر نعتیں لکھتے ہیں اور ان کا نعتیہ سرمایہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

نعت گوئی کی تاریخ:

نعتیہ شاعری کے سب سے قدیم نمونے جواب تک دریافت ہوئے ہیں ان میں بادشاہِ یمن تبع حمیری کا وہ تاریخی خط ہے جو بعثت نبوی سے ایک ہزار قبل تحریر ہوا تھا، یہ خط بادشاہِ یمن نے یہودی عالم شامون کے حوالے کیا تھا اور یہ وصیت کی تھی کہ اگر تجھے نبی آخرالزمان کا دیدار نصیب ہو جائے تو یہ خط ان کی خدمت میں پیش کر دینا، ورنہ اپنی اولاد کو یہ خط دے اسی طرح کی وصیت کر جانا۔ چناں چہ حضرت ابوایوب انصاری جو شامون کی اکیسویں پشت میں تھے انھوں نے وہ خط حضرت ابولیلیٰ کے ذریعہ بارگاہ رسول تک پہنچا دیا۔ اس خط میں دیگر باتوں کے ساتھ یہ دو شعر بھی درج تھے:

شهدت على أحمد أنه
رسول من الله باری النسم
فلو مد عمری الى عمره
لكنت وزيراله وابن عم
وجاهدت بالسيف أعداءه
وفرجت عن صدره كل هم

(البدایۃ والنہایۃ، ص: ۱۳۰، جزء: ۳)

[میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہہ اللہ کے رسول ہیں وہ اللہ جو ارواح کو پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمران کی تشریف آوری کے زمانہ تک باقی رہی تو میں ضرور ان کے چچازاد کی طرح ان کا معاون بنوں گا۔ اور تلوار کے ذریعہ ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم دور کردوں گا۔]

ابن ہشام نے اپنی سیرت میں بھی اس واقعہ کی تفصیل درج کی ہے۔ یہ نعتیہ شاعری کا نقش اول تھا، اس کے نقش ثانی میں چچا ابوطالب کا وہ عربی قصیدہ ہے جو تاریخ عرب میں زرین حروف سے لکھا ہوا ہے۔ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، باب سوال الناس الامام میں ایک طویل حدیث درج ہے کہ منبر شریف پر جلوہ فرما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین اصحاب سے فرمایا: اگر ابوطالب یہ منظر دیکھ لیتے تو ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی۔ حضرت عمر بن حمزہ کہتے ہیں کہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد ماجد سے روایت کہ کبھی میں شاعر (ابوطالب) کی اس بات کو یاد کرتا اور کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو تکتا کہ اس رخِ زیبا کے توسل سے بارش مانگی جاتی تو آپ منبر سے اترنے بھی نہ پاتے کہ سارے پرنالے بہنے لگتے۔

اسی روایت میں یہ شعر درج ہے:

وأبیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للأرامل

[ترجمہ: وہ ایسا خوب رو ہے جس سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے، جو یتیموں کی کفالت کرتا ہے اور بیواؤں کا نگہبان ہے۔]

یہ پورا قصیدہ ۹۵ / اشعار پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ ایک اور مدحیہ کلام ہے، ابن ہشام نے سیرۃ النبی میں اس کے سات اشعار نقل کیے ہیں۔

گویا نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز تو ابوطالب نے کیا، بعد میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نعت گوئی کا سلسلہ شروع کیا جس کی توثیق خود پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمائی۔

نعت گوئی کی یہ روایت عہد صحابہ سے موجودہ عہد تک مسلسل قائم ہے۔

اصحابِ رسول میں کئی نمایاں شعرا تھے جو ان کی شان میں منظوم عربی کلام کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں شوق و محبت سے سنا کرتے تھے۔ ان میں سب سے مشہور نام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جن کے شعری نمونے آج بھی حوالوں میں نقل کیے جاتے ہیں۔ چاروں خلفا کے علاوہ حضرت کعب بن زہیر، حضرت حمزہ، حضرت عباس، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک، عباس بن مرداس، سعد بن ابی وقاص، ابوسفیان، امام زین العابدین، امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، محی الدین ابن عربی، شرف الدین بوصیری، ابن جابر اندلسی، ابن خلدون، ابن حجر عسقلانی، شیخ عبدالغنی نابلسی، شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ برکت اللہ مارہروی، غلام علی آزاد بلگرامی، علامہ فضل حق خیرآبادی، امام احمد رضا بریلوی، علامہ حامد رضا بریلوی، مفتی محمد اختر رضا ازہری جیسے اعاظمِ زمانہ نے نعت گوئی کی توانا روایت کو ہم تک پہنچایا۔

عربی نعتیہ شاعری میں دو اہم اور تاریخی عربی قصائد کافی شہرت رکھتے ہیں، ایک قصیدہ بانت سعاد اور دوسرا قصیدہ بوصیری۔ یہ دونوں قصائد "قصیدہ بردہ" کے نام سے معروف ہوئے۔ پہلا قصیدہ حضرت کعب بن زہیر نے تحریر کیا اور دوسرا امام بوصیری نے لکھا، یہ دونوں عربی قصائد کافی مقبول ہوئے اور دنیا کی بہت سی زبانوں میں ان کی شروح اور تراجم لکھے گئے۔

نعت گوئی کی روایت عربی سے فارسی اور فارسی سے اردو میں منتقل ہوئی۔ ممتاز محقق ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی رقم طراز ہیں:

> "جب اسلام حدودِ عرب سے نکل کر عجم میں داخل ہوا تو جہاں جہاں گیا وہاں اس نے گہرے علمی، ادبی، تہذیبی اور ثقافتی اثرات مرتب کیے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں اسلامی علوم و ادب اور تہذیب و ثقافت کے ساتھ نعت گوئی کی روایت کا رواج

بھی عام ہو گیا۔ چناں چہ عربی ادب سے نعتیہ روایت کا رواج عجم کی بڑی زبان فارسی میں بھی عام ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے فارسی زبان وادب میں نعت گوئی کا فن ترقی کرتا گیا اور تاہنوز جاری وساری ہے۔"

(نعتیہ روایت اور ہندوستان میں اردو نعت گوئی، ص:۷۰)

فارسی شعرا میں ابوالقاسم فردوسی، سید حسن غزنوی، خاقانی، شیخ فرید الدین عطار، شیخ عبدالقادر جیلانی، جلال الدین رومی، خواجہ معین الدین چشتی، شیخ سعدی شیرازی، عبدالرحمن جامی، امیر خسرو دہلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مرزا غالب دہلوی، ڈاکٹر محمد اقبال، امام احمد رضا بریلوی وغیرہم کا نام آتا ہے جن کے شعری نمونے ملتے ہیں۔ علامہ عبدالرحمن جامی کا یہ نعتیہ کلام شہرۂ آفاق ہے:

تنم فرسودہ جاں پارہ ز ہجراں یا رسول اللہ
دلم پژمردہ آوارہ ز عصیاں یا رسول اللہ
چوں بازوے شفاعت را کشائی بر گنہ گاراں
مکن محروم جامیؔ را درا آں یا رسول اللہ

اردو میں باقاعدہ نعت گوئی کا آغاز سولہویں اور سترہویں صدی میں ہوا جب اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر سلطان محمد قلی قطب شاہ نے نعت کی مستقل حیثیت قائم کی۔ ان کے کلیات میں متعدد نعتیہ نظمیں، نعتیہ غزلیں اور نعتیہ رباعیات ملتی ہیں۔ اٹھارہویں صدی میں ولی دکنی کا نعتیہ کلام بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ بعد کے تقریباً تمام اردو شعرا نے صنف نعت کے ارتقائی سفر میں کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیا ہے اور نعت گوئی کے دل کش نمونے یادگار چھوڑے ہیں۔ اردو کے دکنی ادب میں نعت گوئی کی ابتدا اور اس کی تاریخ سے متعلق ماہر لسانیات پروفیسر عبدالستار دلوی رقم طراز ہیں:

"اردو ادب میں دکنی عہد کی قدیم ترین مثنویوں میں نعت

گوئی کا رواج پایا جاتا ہے۔نویں صدی ہجری/ پندرھویں صدی عیسوی میں فخر دین نظامی نے اپنی مثنوی 'کدم راؤ پدم راؤ' میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ دسویں صدی ہجری، سولہویں صدی عیسوی میں گجرات کے مشہور صوفی شاعر خوب محمد چشتی نے 'خوب ترنگ' اور اس کی شرح 'امواج خوبی' تصنیف کی۔اس کے بعد مثنویوں میں حمد کے ساتھ ساتھ نعت اور منقبت لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔گیارہویں صدی ہجری میں ملاّ وجہی اور ملاّ نصرتی کے علاوہ سبھی شعرا نے نعت نگاری پر قلم اٹھایا۔ یہ سلسلہ عہد قدیم سے انیسویں صدی کے اواخر تک جاری ہے اور تقریباً ہر شاعر نے چاہے وہ غزل گو رہا ہو چاہے مثنوی نگار، نعت گوئی کے دلکش نمونے یادگار چھوڑے ہیں۔''

(مقدمہ، سید عبدالفتاح اشرف علی گلشن آبادی اور قصیدہ بردہ: ایک تحقیقی مطالعہ از: ڈاکٹر سعیدہ پٹیل، مطبوعہ: انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی، ص: ۱۰)

قدیم دور کے اردو نعت گو شعرا میں حضرت سید محمد حسینی، سید محمد اکبر حسینی، محمد قلی قطب شاہ، ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی وغیرہم کا نام آتا ہے، متوسطین میں حکیم مومن خان مومن، امیر مینائی، شاہ نیاز بریلوی، اسماعیل میرٹھی اور محسن کاکوروی وغیرہ ہیں اور متاخرین میں احسن مارہروی، امام احمد رضا قادری، مولانا عبدالعلیم آسی غازی پوری، ڈاکٹر محمد اقبال، سید عبدالفتاح گلشن آبادی، مولانا حسن رضا بریلوی وغیرہم کا نعتیہ سرمایہ عوام وخواص کی بزم میں عزت واحترام سے پڑھا جاتا ہے۔ ماضی قریب کے علما و مشائخ میں مولانا مصطفیٰ رضا نوری، مولانا ضیاء القادری بدایونی، مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، مولانا سبطین رضا بریلوی، مفتی محمد اختر رضا ازہری وغیرہم کا نام نعتیہ شاعری کے افق پر انتہائی روشن وتاباں ہے۔

راجا رشید محمود، حفیظ تائب، مظفر وارثی، محشر بدایونی، سید آل رسول حسنین میاں نظمی،

سید محمد اشرف مارہروی، ڈاکٹر صابر سنبھلی، سید اولادرسول قدسی، سید صبیح رحمانی، مقصود علی شاہ، میرزا امجد رازی، مہتاب پیامی، ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی اور مولانا محمد اشرف رضا قادری وغیرہم ایسے نعت گو شعرا ہیں جنھوں نے نعتیہ شاعری کا ایک بڑا سرمایہ شائقین نعت کو عطا کیا ہے۔ نعتیہ شاعری ہر آن ترقی پذیر ہے اور بڑی پابندی کے ساتھ نعتیں کہی جارہی ہیں۔

مولانا محمد اشرف رضا کی نعت نگاری:

نعت گو شعرا کی بھیڑ میں محب گرامی مولانا محمد اشرف رضا قادری [مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت] کا نام بہت نمایاں ہے۔ شاعری کی دنیا میں ان کے کچھ ایسے کام ہیں جو میدانِ نعت میں ان کی شعری فتوحات کو امتیاز و انفراد عطا کرتے ہیں۔ وہ درجنوں نثری کتابوں کے مصنف و مرتب ہیں، علم و تحقیق سے گہرا یارانہ ہے، وہ ادب آمیز زبان اور خاص علمی اسلوب بیان کے مالک ہیں، گویا نثر و نظم ان کی جولان گاہ فکر میں یکساں داخل ہیں۔

"قلزم مدحت" ان کا آٹھواں شعری مجموعہ ہے، ان کی دو منظوم کتابیں تو شاعری کا وجدان رکھنے والوں کو بھی استعجاب کا شکار بنادیتی ہیں: منظوم سوانح امین شریعت اور منظوم سوانح تاج الشریعہ۔ ان کے علاوہ تضمین اشرف (مولانا حسن رضا بریلوی کے ۵۰ کلاموں پر تضامین) خیابانِ اشرف (مولانا حسن بریلوی کی زمین پر لکھے گئے کلام) گلبن باغِ نور (امام احمد رضا قادری کی زمین پر لکھے گئے کلام)، اے عشق ترے صدقے (نعتوں اور منقبتوں کا مجموعہ) اور قطعاتِ اشرف طبع ہوچکے ہیں اور اہل ادب سے خراج بھی وصول کیا ہے۔ مولانا محمد اشرف رضا قادری عالم دین ہیں، شعر کی نزاکتوں کے عارف و امین اور فن کی باریکیوں سے آگاہ ہیں، لفظوں اور ترکیبوں کا ایک خزانہ اپنے پاس رکھتے ہیں، استعاروں کا ایسا برجستہ استعمال کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کی طبیعت جھوم جاتی ہے۔ ان کے اشعار سادگی میں پرکاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔

"قلزمِ مدحت" میں تین حمد و مناجات اور ستاون نعتیہ کلام شامل ہے۔ کتاب کے

ابتدائیہ میں ان کا کہنا ہے: ”راقم آثم نہ کوئی شاعر ہے اور نہ دعوائے سخن دانی وشعر گوئی۔ بس مچلتے جذبات اور سسکتے احساسات کا ایک والہانہ پن ہے جو شعر کے قالب میں ڈھل گیا ہے۔“ (قلزمِ مدحت، ص:۱۰)

دل میرا قرآن بنا دے یا اللہ
سینے کو جزدان بنا دے یا اللہ
گنبد خضرا دیکھوں اپنی آنکھوں سے
طیبہ کا مہمان بنا دے یا اللہ

کیا انوکھی آرزو اور کیسا والہانہ پن ہے ان اشعار میں، دعائیہ لہجہ بھی کمال کا ہے اور التجائیہ مزاج بھی حد درجہ قابل ستائش ہے۔ یہی شاعر حمد باری تعالیٰ کی مختلف تعبیرات استعمال کرتا ہے اور کائنات ارضی کی تمام مخلوقات کے طرزِ ثنا کو منظوم کرتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

سارے ہی جن و بشر حمد خدا کرتے ہیں
باغِ عالم کے شجر حمد خدا کرتے ہیں
کرکے شبنم سے وضو عجز کا پیکر بن کر
پھول بھی وقتِ سحر حمد خدا کرتے ہیں
رب کی تحمید وظیفہ ہے قلم کاروں کا
صاحب فکر و نظر حمد خدا کرتے ہیں
کوئی شے اس کی ثنا سے نہیں غافل اشرفؔ
سب ہی بے خوف و خطر حمد خدا کرتے ہیں

اشرفؔ کے نعتیہ کلام میں ایک محسوس کیا جانے والا سوز نظر آتا ہے، ایک ایسا لہجہ جو وفاداری وسرشاری کی متنوع کیفیات کا حامل ہو قلزم مدحت میں جا بجا ملتا ہے اور دل کو اپیل کرتا ہے، ان کا مطالعہ وسیع ہے اور کشادہ ظرفی ان کا مزاج ہے۔ سیرت رسول کا ہر ورق صبر ورضا، بردباری، مخلوق خدا کی امداد، ذات خدا پر کامل اعتماد، عفوو در گذر اور دیگر اخلاق حسنہ

کے انوار سے سجا ہوا ہے۔ مولانا محمد اشرف رضا قادری نے ان حقائق کو اپنے دل میں جگہ دی ہے اور شنیدہ دیدہ بن چکا ہے۔ یہ جب تقدس کے ہالے میں لپٹ کر نعت کا شعر کہتے ہیں تو وہ نور کا ابر بارندہ بن کر کشتِ ویراں کو منور کر دیتا ہے۔ یہ اشعار دیکھیں:

علامت ہے ایماں کی عشقِ محمد
جدا ہے محبت کا معیار بے حد
کرے گا وہی خلد کی میہمانی
جو ہے مصطفیٰ کا وفادار بے حد
نبی کی ثنا خوانی کرکے ادب سے
ہے قسمت پہ نازاں ثنا کار بے حد

یہی شاعر جب اپنے ممدوح کے شہر کی منظر کشی کرتا ہے اور اس کی عظمتوں کے بیان میں رطب اللسان ہوتا ہے تو یہ اشعار لکھتا ہے:

فضا ہے مشک سے بھری مدینۃ الرسول میں
ہواؤں میں ہے تازگی مدینۃ الرسول میں
قدم قدم پہ سجدہ ریز، واں بہارِ جاں فزا
زمیں ہے ساری مخملی مدینۃ الرسول میں
نبی کی نعت گنگنا، علاوہ اس کے ناروا
غزل، قصیدہ شاعری مدینۃ الرسول میں

یہ بالکل سچ ہے کہ شعر میں فن کار کا باطن اچھل کر باہر آتا ہے، وہ اپنے اعتقادی عناصر کو منظوم کرتا ہے اور عشق کا رمز بھی ظاہر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ممدوح کے دوستوں کی محبت میں خود رفتہ نظر آتا ہے اور ممدوح کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے، عاشق میں محبت کا یہ رنگ نہ پایا جائے تو اس کی محبت ناقص اور بے بنیاد مانی جاتی ہے۔ ایک سچا نعت گو شاعر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اس وصف کو منظوم کرنا چاہتا ہے جو قرآن واحادیث یا

سیرت رسول کی کتب کے بابِ شمائل میں اس کی نگاہ سے گزرتے ہیں، کبھی جب وہ اس اچھوتے کردار کے متعلق سوچتا ہے یا اس کمال کی اسے یاد آتی ہے تو یہی یاد نظم میں ڈھل جاتی ہے اور نعت کا شعر جبین قرطاس پر چمک جاتا ہے۔ مولانا محمد اشرف رضا قادری کے قلزم مدحت میں اس طرح کے نعتیہ اشعار کی کثرت ہے:

خدا نے کنجیاں بخشیں انھیں اپنے خزانوں کی
جہانِ رنگ وبو میں ان کی ہی رائج حکومت ہے
علومِ غیب سے رب نے انھیں آگاہ فرمایا
وہ کشافِ معانی علومِ رب العزت ہیں
نبی کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے جو اشرفؔ
بُرا انجام ہے اس کا، عمل اس کا اکارت ہے

اسی طرح یہ التجائیہ انداز متاثر کن ہے اور اپنے قاری کو دیر تک اپنے سحر میں گرفتار کیے رہتا ہے:

ہجر کی ہے رات اور اختر شماری یا رسول
وصل کی اب بھیج دیں بادِ بہاری یا رسول
نورِ تقویٰ سے منور ہو ہماری زندگی
ہو عطا سجاد سی پرہیزگاری یا رسول
زیورِ اخلاق و تقویٰ سے مزین ہو حیات
ہو عطا اشرفؔ کو وصفِ بردباری یا رسول

اشرفؔ نے بہت مشکل ردیفوں پر بھی نعتیہ نظمیں کہی ہیں، وقت تنگ ہے اور فرصت عنقا، ورنہ ان کی تفصیل بھی درج کی جاتی، اس لیے اسی قدر پر یہ تحریر ختم کی جاتی ہے۔ اشرفؔ کو شریفانہ فن کاری کی جزا ضرور ملے گی اور قلزم مدحت کا ادبی آہنگ ضرور سراہا جائے گا۔ اللہ عزوجل قبول فرمائے، آمین۔

حالِ دل کس کو سنائیں یا الٰہ العالمیں
کس کو غم اپنا بتائیں یا الٰہ العالمیں
تیری رحمت مجرموں کو دے رہی ہے صبح و شام
ادنُ منی کی صدائیں یا الٰہ العالمیں
معصیت کے داغ سے ہم ہو چکے ہیں رو سیاہ
کیسے منہ اپنا دکھائیں یا الٰہ العالمیں
تو ہے رحمٰن و رحیم و مہرباں، بندہ نواز
بخش دے ساری خطائیں یا الٰہ العالمیں
ابتلا و آزمائش کی سلگتی دھوپ میں
بھیج رحمت کی گھٹائیں یا الٰہ العالمیں
مصطفیٰ جانِ دو عالم کے وسیلے سے مری
دور ہوں ساری بلائیں یا الٰہ العالمیں
رحم کر حالِ زبوں پر، کب تلک ہم اس طرح
ٹھوکریں در در کی کھائیں یا الٰہ العالمیں
جب تلک زندہ رہیں ہم نیکیاں ہی نیکیاں
فضل سے تیرے کمائیں یا الٰہ العالمیں
روضۂ آقا کی جالی چومنے کے واسطے
شہرِ طیبہ ہم بھی جائیں یا الٰہ العالمیں
دینی جذبہ ایسا ہو اپنا کہ تیری راہ میں
چوٹ کھا کر مسکرائیں یا الٰہ العالمیں
آرزو اشرفؔ رضا کی ہے یہی تا زندگی
حمد کے نغمات گائیں یا الٰہ العالمیں

دل میرا قرآن بنا دے یا اللہ
سینے کو جزدان بنا دے یا اللہ

گنبدِ خضریٰ دیکھوں اپنی آنکھوں سے
طیبہ کا مہمان بنا دے یا اللہ

خانۂ کعبہ چوموں اپنے ہونٹوں سے
قسمت کا دھنوان بنا دے یا اللہ

سعدیؔ و جامیؔ اور رضاؔ کے صدقے میں
مجھ کو بھی حسّان بنا دے یا اللہ

زہد و تقویٰ سے ہو مزین دل میرا
روحانی انسان بنا دے یا اللہ

مجھ کو اپنے مرشد کے میخانے کا
قسّامِ فیضان بنا دے یا اللہ

نفرت کا ماحول بپا ہے ہر جانب
بگڑا ہندوستان بنا دے یا اللہ

مذہب سے بیگانہ مسلم نسلوں کو
حفّاظِ قرآن بنا دے یا اللہ

اپنی رحمتِ بے پایاں کے صدقے میں
ہر مشکل آسان بنا دے یا اللہ

ناموسِ اسلام پہ مرمٹنے والا
اشرفؔ کی پہچان بنا دے یا اللہ

❁❁❁

سارے ہی جن و بشر حمدِ خدا کرتے ہیں
باغِ عالم کے شجر حمدِ خدا کرتے ہیں

بدر و انجم ہیں بہ صد شوق ثنا میں مصروف
کہکشاں، شمس و قمر حمدِ خدا کرتے ہیں

اس کی تسبیح میں مشغول ہے ذرہ ذرہ
با ادب سارے حجر حمدِ خدا کرتے ہیں

کرکے شبنم سے وضو عجز کا پیکر بن کر
پھول بھی وقتِ سحر حمدِ خدا کرتے ہیں

گلشنِ دہر کے ہر پھول میں چرچا اس کا
سنبل و برگ و ثمر حمدِ خدا کرتے ہیں

لفظ و معنی سے صدا آتی ہے اللہ، اللہ
بے زباں برق و شرر حمدِ خدا کرتے ہیں

کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے ملائک کا گروہ
بلبلِ سدرہ کے پَر حمدِ خدا کرتے ہیں

رب کی تحمید وظیفہ ہے قلم کاروں کا
صاحبِ فکر و نظر حمدِ خدا کرتے ہیں

فقہ و تفسیر و حدیث اور معانی و اصول
فکر و فن، علم و ہنر حمدِ خدا کرتے ہیں

کوئی شے اس کی ثنا سے نہیں غافل اشرفؔ
سب ہی بے خوف و خطر حمدِ خدا کرتے ہیں

۞۞۞

ملا ہے غم میں سہارا درود پڑھنے سے
بنا ہے کام ہمارا درود پڑھنے سے

وبا کا دور کہ موسم ہو سخت پت جھڑ کا
خوشی سے ہوگا گزارا درود پڑھنے سے

ہمارے دفترِ دل میں بھی چھپ کے آتا ہے
عطا کا تازہ شمارہ درود پڑھنے سے

اے نجدیو! ہمیں تم اس سے روکتے کیوں ہو
بگڑتا کیا ہے تمھارا درود پڑھنے سے

ہمارے دل کے سمندر میں موج کی صورت
ابال خوشیوں نے مارا درود پڑھنے سے

یقیں ہے خواب میں اک رات روئے احمد کا
ضرور ہوگا نظارہ درود پڑھنے سے

نہ پوچھے جانے کے لائق تھے ہم تو دنیا میں
ہوا جہاں کو گوارا درود پڑھنے سے

یہ بات سچ ہے کہ انسان ہونے لگتا ہے
ہر اک نگاہ میں پیارا درود پڑھنے سے

دکھاؤ روئے زمیں پر اگر ہے کوئی تو
ہوا ہو جس کا خسارا درود پڑھنے سے

رسول پاک کی رحمت نے مجرموں کی طرف
کیا لطیف اشارہ درود پڑھنے سے

جو کشتی ڈوبنے والی تھی موجِ طوفاں میں
اسے ملا ہے کنارا درود پڑھنے سے

زہے نصیب اے اشرفؔ ترے مقدر کا
چمک اٹھا ہے ستارہ درود پڑھنے سے

بعدِ خدا وہ سب سے برتر اللہ اکبر، اللہ اکبر
سب نبیوں کے قائد و افسر اللہ اکبر، اللہ اکبر
عرشِ علٰی پر ان کو بلایا، جلوۂ زیبا اپنا دکھایا
کون ہوا ہے ان کے برابر؟ اللہ اکبر، اللہ اکبر
دونوں جہاں کے سارے خزانے رب نے بخشے ہیں ان کو
مالکِ جنت، ساقیِ کوثر اللہ اکبر، اللہ اکبر
باغِ جناں میں تیری لطافت، شاخِ شجر میں تیری نزاکت
شمس و قمر ہیں تجھ سے منور، اللہ اکبر، اللہ اکبر
علم و ادب کا پاٹھ پڑھایا، بھولا رستہ سب کو بتایا
آئے جہاں میں اُمیّ بن کر اللہ اکبر، اکبر اللہ
تاجِ شفاعت سر پہ سجائے، دیکھو شفیعِ محشر آئے
''ربِّ سلِّم'' بھی ہے لب پر اللہ اکبر، اللہ اکبر
نعتِ نبی وہ صنفِ سخن ہے، جس پہ نچھاور فکر و فن ہے
لکھتے رہو تم نعت برابر اللہ اکبر، اللہ اکبر
نعت لکھو تم، نعت پڑھو تم، نعت کا چرچا عام کرو تم
اس سے سنور جائے گا مقدر اللہ اکبر، اللہ اکبر
نعتیں لکھنا، نعتیں پڑھنا، اب تو وظیفہ ہے اپنا
نعت سے ہے فکر اپنی معطر اللہ اکبر، اللہ اکبر
ظاہر یہ ہوا ''قد جاءَ'' سے اشرفؔ، نور سے ہیں معمور محمد
نوری بدن ہیں، نور کا پیکر اللہ اکبر، اللہ اکبر

اشرف رسولِ پاک کو دل سے پکار بس
پھر دیکھ ان کا لطف و کرم بار بار بس

اربابِ عشق، اہلِ محبت کو چاہیے
کون و مکاں کے شاہ کا نوری دیار بس

معلوم کیا کسی کو محمد کا مرتبہ
ان کو تو جانتا ہے مرا کردگار بس

سلطانِ کائنات کے جیسا کہاں کوئی
جبریل کہہ رہے ہیں یہی بار بار بس

یوں تو ہزاروں پھول کھلے باغِ دہر میں
باغِ خلیل کے ہیں وہی گل عذار بس

تارِ حیات ٹوٹ بھی جائے تو غم نہیں
ٹوٹے نہ ان کے عشق و عقیدت کا ہار بس

کِھل جائے میری حسرت و امید کا گلاب
طیبہ بلا لو مجھ کو شہِ ذی وقار بس

مرشد کی صحبتوں کا نتیجہ ہے دوستو!
آنکھوں میں ہے نبی کا مقدس مزار بس

تیرے گنہ کے میل سبھی دھل ہی جائیں گے
یادِ نبی میں آنکھوں کو رکھ اشک بار بس

اشرفؔ کی آرزو ہے یہی آپ سے حضور!
اس کو عطا ہو خامۂ مدحت نگار بس

۞۞۞

کُل انبیا کے میر ہیں سرکارِ دو جہاں
بے مثل و بے نظیر ہیں سرکارِ دو جہاں

سارے رسول ان کے ثنا خوان و مدح خواں
سارے نبی کے پیر ہیں سرکارِ دو جہاں

ہر وقت استغاثہ کرو ان سے مومنو!
عالم کے دست گیر ہیں سرکارِ دو جہاں

سیراب ان کے در سے سبھی تشنہ کام ہیں
جود و عطا کے نیّر ہیں سرکارِ دو جہاں

امت کی مشکلات کی رکھتے ہیں وہ خبر
احوال کے بصیر ہیں سرکارِ دو جہاں

صدقہ حسن حسین کا جھولی میں ڈال دو
ہم آپ کے فقیر ہیں سرکارِ دو جہاں

کیجے ہمارے حال پہ اک چشمِ التفات
رنج و الم کثیر ہیں سرکارِ دو جہاں

چشمِ کرم خدارا کہ اشرفؔ کے سینے پر
ظلم و جفا کے تیر ہیں سرکارِ دو جہاں

جلوۂ زیبا دکھا دیجے مدینے والے
پیاس آنکھوں کی بجھا دیجے مدینے والے

اپنے الطاف و عنایت کے سمندر سے مجھے
چند قطرات پلا دیجے مدینے والے

شومیِ بخت پہ آنسوں میں بہاؤں کب تک
پھوٹی تقدیر بنا دیجے مدینے والے

دنیا ما فیہا کی مجھ کو نہ رہے کچھ بھی خبر
اپنی الفت میں گُما دیجے مدینے والے

علم و عرفان و تصوف کے اجالوں سے مرے
دل کو پُر نور بنا دیجے مدینے والے

بہرِ حسنینِ کریمین شریعت کا مجھے
محرمِ راز بنا دیجے مدینے والے

بوذر و حضرتِ سلمان کے جیسا مجھ کو
جذبۂ عشق و وفا دیجے مدینے والے

میری امید کا گلشن ہے خزاں کی زد میں
پھول ارماں کا کھِلا دیجے مدینے والے

رنج و آلام کے دریا میں پھنسی ہے کشتی
اس کو اب پار لگا دیجے مدینے والے

سفرِ زیست کے پُر پیچ ہیں سارے رستے
روڑے مشکل کے ہٹا دیجے مدینے والے

زیست کے باغ میں نفرت کے ہیں گُل بوٹے بہت
گل محبت کا کھِلا دیجے مدینے والے

آرزو ہے یہی اشرفؔ کی مدینہ پہنچے
اپنا مہمان بنا دیجے مدینے والے

۞۞۞

تو واصفِ شہِ بطحا حدائقِ بخشش
مدیحِ مدحِ صحابہ حدائقِ بخشش

جمالِ عشق کا طغریٰ حدائقِ بخشش
مہِ ادب کا اجالا حدائقِ بخشش

امامِ اہلِ سنن کی عقیدتوں کا خراج
رضا کی فکر کا جلوہ حدائقِ بخشش

علومِ فقہ و حدیث و تصوف و سیرت
ہر ایک فن میں ہے یکتا حدائقِ بخشش

رضا کے خونِ جگر سے ہوئی ہے تو سیراب
اسی لیے تو ہے اعلیٰ حدائقِ بخشش

نبی کی نعت کے جلووں سے تو منور ہے
ادب کی جانِ تجلیٰ حدائقِ بخشش

ترے وجود سے ایوانِ نعت گوئی میں
سدا رہے گا اجالا حدائقِ بخشش

رسولِ پاک کی توصیف کیسے کی جائے؟
طریقہ تو نے بتایا حدائقِ بخشش

فتاویٰ رضویہ گر فقہ کی کرامت ہے
ادب کا ایک کرشمہ حدائقِ بخشش

نبی کے مدح نگاروں کے واسطے اشرفؔ
عمل کا اعلیٰ نمونہ حدائقِ بخشش

اگر چہ ہے بندہ گنہگار بے حد
مگر عفو کا ہے طلب گار بے حد

علامت ہے ایماں کی عشقِ محمد
جدا ہے محبت کا معیار بے حد

کرے گا وہی خلد کی میہمانی
جو ہے مصطفیٰ کا وفا دار بے حد

نبی کی ثنا میں رقم جو ہوئے ہیں
یقیناً حسیں ہیں وہ اشعار بے حد

ملا جب کہ اذنِ سفر مصطفیٰ سے
''ہوئے شاد فرقت کے بیمار بے حد''

نبی کی ثنا خوانی کر کے ادب سے
ہے قسمت پہ نازاں ثنا کار بے حد

سرِ عرش پل میں گئے میرے آقا
تحیر فزا ہے وہ رفتار بے حد

غریبوں، فقیروں کا حاجت روا ہے
رسولِ مکرم کا دربار بے حد

اگر عشقِ صادق ہے تجھ کو نبی سے
تو کر عشق کا اپنے پرچار بے حد

کرم کیجیے اے دو عالم کے والی
ستانے لگا مجھ کو آزار بے حد

شہنشاہِ کون و مکاں بالیقیں ہیں
معین و مدد گار و غم خوار بے حد

ہر اک دل کو مسحور کرتا ہے اشرفؔ
شہنشاہِ بطحا کا کردار بے حد

۞۞۞

ستم پیشوں کے جھرمٹ میں ، جفا کاروں کے جھرمٹ میں
خدا نے ان کو بھیجا ہم سیہ کاروں کے جھرمٹ میں

وہ اپنے صاحبوں کے درمیاں محسوس ہوتے تھے
ہو جیسے ماہِ کامل جلوہ گر تاروں کے جھرمٹ میں

انھیں شمس و قمر کہنا بھلا کیسے روا ہوگا؟
جو ہیں رشکِ مہ و خورشید مہ پاروں کے جھرمٹ میں

بروزِ حشر امت کی شفاعت کے لیے آقا
بصد اکرام آئیں گے وفا داروں کے جھرمٹ میں

یہ ان کی رحمت و رافت کا اک اعلیٰ نمونہ ہے
''کہ وہ تشریف لائے ہم گنہگاروں کے جھرمٹ میں''

خطا کارانِ امت کے لیے ان کی شفاعت ہے
تو پھر کیا خوف ہو مجھ کو خطا کاروں کے جھرمٹ میں

لواء الحمد کے سائے تلے جب سب اکٹھے ہوں
ترا اشرفؔ رہے تیرے ثنا کاروں کے جھرمٹ میں

✿✿✿

فضا ہے مشک سے بھری مدینۃ الرسول میں
ہواؤں میں ہے تازگی مدینۃ الرسول میں

اے کم نظر! ذرا نظر اٹھا کے دیکھ اس طرف
ہے روشنی ہی روشنی مدینۃ الرسول میں

سرشکوں سے عقیدتوں کی نذر پیش میں کروں
کبھی جو ہوگی حاضری مدینۃ الرسول میں

قدم قدم پہ سجدہ ریز واں بہارِ جاں فزا
زمیں ہے ساری مخملی مدینۃ الرسول میں

جو مانگنا ہے مانگ لو بہ چشمِ تر اے زائرو
نہیں خزانے کی کمی مدینۃ الرسول میں

نبی کی نعت گنگنا، علاوہ اس کے ناروا
غزل، قصیدہ، شاعری مدینۃ الرسول میں

طفیلِ نعتِ مصطفیٰ، کرم ہو مجھ پہ اے خدا
کبھی ہو حاضری مری مدینۃ الرسول میں

اے شائقینِ علم و فن، چلو، چلو، بہ صد خلوص
پئے حصولِ آگہی مدینۃ الرسول میں

چمن چمن، کلی کلی، گلاب، یاسمن، سبھی
کہ کہتے ہیں نبی نبی مدینۃ الرسول میں

نگاہِ اشرفِؔ حزیں بھی تک رہی ہے دیر سے
قبول ہو سخن وری مدینۃ الرسول میں

اللہ اللہ کس قدر پیارا محمد نام ہے
اس مسمیٰ پر خدا کا فضل ہے، انعام ہے

دین و دنیا کی سعادت سے وہی ہے مالا مال
جس کے ہاتھوں میں شریعت کا چھلکتا جام ہے

آیتِ ''فوزاً عظیماً'' سے عیاں یہ ہو گیا
اتباعِ مصطفیٰ کا خوب تر انجام ہے

بزمِ محشر جس کو کہتے ہیں سبھی اہلِ نظر
''در حقیقت ان کے دیوانوں کا جشنِ عام ہے''

رشکِ گل، رشکِ چمن، وہ گل بدن، وہ گل عذار
پیکرِ سرکار دیکھو کیسا گل اندام ہے

''رحمۃ للعالمین'' کی نصِ قطعی سے عیاں
ان کی رحمت اپنے بیگانے کے حق میں عام ہے

صبح اس کی گویا جنت کی بہارِ جاں فزا
نور سے معمور طیبہ کی سہانی شام ہے

جب سے میں پڑھنے لگا ہوں اپنے آقا پر درود
اس مبارک ورد سے دل کو بڑا آرام ہے

مثنوی، نظم و غزل کے بالمقابل دوستو!
نعت گوئی مصطفیٰ کی سب سے اچھا کام ہے

اے ثنا خوانِ محمد تیری قسمت پر نثار
تجھ پہ خلاقِ دو عالم کا بڑا انعام ہے

عاشقانِ مصطفیٰ آلام سے ڈرتے نہیں
نام سے ان کے گریزاں گردشِ ایام ہے

پیر و مرشد حضرتِ سبطین کے فیضان سے
جسمِ اشرفؔ پر نبی کے عشق کا احرام ہے

❁❁❁

محمد کی اطاعت، ربِ اکبر کی اطاعت ہے
زباں سے ان کی جو نکلے وہی حکمِ شریعت ہے

گلِ باغِ براہیمی، گلِ باغِ رسالت ہے
وہ سب نبیوں کا والی، زینتِ بزمِ نبوت ہے

علومِ غیب سے رب نے انھیں آگاہ فرمایا
وہ کشّافِ معانی علومِ رب العزت ہے

وہی یٰسیں، وہی مزّمل و مدّثر و طٰہٰ
خدا کے فضل سے حاصل انھیں ہر اک فضیلت ہے

خدا نے کنجیاں بخشیں انھیں اپنے خزانے کی
جہانِ رنگ و بو میں ان کی ہی رائج حکومت ہے

چلو اے مفلسو! دامن پسارو ان کی چوکھٹ پر
وہی سلطانِ عالم ہے، وہی آقائے نعمت ہے

نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن کبھی ان کی شریعت کا
طریقِ مصطفیٰ کو چھوڑنا وجہِ ضلالت ہے

جہاں تک ہو سکے کرتے رہو مدح و ثنا ان کی
نبی کی نعت خوانی باعثِ تسکین و راحت ہے

خدا کے فضل سے میں اس نبی کا نام لیوا ہوں
جبینِ ناز پر جس کی سجا تاجِ شفاعت ہے

نبی کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے جو اشرفؔ
بُرا انجام ہے اس کا، عمل اس کا اَکارت ہے

✡✡✡

مدح و ثنا ہے آپ کی، محور حیات کا
روئے حسیں کی دید ہے مقصد ممات کا

کفر و جفا کی آپ نے گردن مروڑ دی
سر خم کیا ہے آپ نے لات و منات کا

سلطانِ دو جہاں کی عنایت پہ منحصر
لا ریب ہے معاملہ میری نجات کا

اک پل میں ساری مشکلیں آسان ہو گئیں
کیا کہنا مصطفیٰ کی نِگَہِ التفات کا

توصیفِ مصطفیٰ نہ اگر ہو سکے رقم
کیا کام روشنائی، قلم اور دوات کا

دیوانِ نعت دیکھ کے کہتے ہیں خاص و عام
نقش و نگار خوب ہے آقا کی نعت کا

قرآن اور حدیث کے اوارق ہیں گواہ
ہر وصف خوب تر ہے محمد کی ذات کا

جس زاویے سے دیکھیے بے حد ہے پُر کشش
ہر وصف ان کی ذاتِ ستودہ صفات کا

ہر اک قدم پہ نور و تجلی کی بارشیں
منظر ہے دن کے جیسا مدینے کی رات کا

اشرفؔ نصیب ہوگی تجھے سرفرازیاں
وابستہ رکھ حضور سے دامن حیات کا

ملے سکون و قرار آقا
ہیں رنج و غم بے شمار آقا
چھٹیں مصیبت کی بدلیاں اب
اے شاہِ عالی وقار آقا
عطا ہو علم و ادب کی دولت
اے صاحبِ اقتدار آقا
ہر ایک شے پر جہاں کی حاصل
ہے آپ کو اختیار آقا
گنہ کی گٹھری ہے سر پہ بھاری
بخیر پُل سے اتار آقا
بلا لو مجھ کو مدینہ جلدی
ہوں ہند میں بے قرار آقا
خدا سے کر دیں مری سفارش
شفیعِ روزِ شمار آقا
برائے امّت، برائے ملّت
تھے روتے زار و قطار آقا
صحابہ و تابعین سارے
تمہارے ہیں جاں نثار آقا
شبِ الم کا طلوع ہو دن
حیاتِ اشرفؔ سنوار آقا

۞۞۞

کعبۂ جاں، جانِ ایماں، جانِ ایقاں، جانِ جاں
زینتِ محراب و منبر، دینِ برحق کی اذاں

دستگیری کیجیے، امداد کو آ جایئے
چارہ سازِ درد منداں، اے انیسِ بیکساں

کلفت و رنج و محن کی چلچلاتی دھوپ میں
آپ ٹھہرے رحمت و رافت کے ٹھنڈے سائباں

ظلم و زحمت اور تشدّد کا اندھیرا دور ہو
اے سراپا نور و رحمت، باعثِ امن و اماں

آپ کو بخشی ہے رب نے دو جہاں کی سلطنت
دونوں عالم کے یقیناً آپ ہی ہیں حکمراں

ہو گیا ہے معصیت کے کالے دھبّوں سے سیاہ
ظلمتیں ہوں دور دل کی اے چراغِ طاقِ جاں

دیکھ لو اے زائرو تم خوب جی بھر دیکھ لو
کس قدر پُر کیف ہے شہرِ مدینہ کا سماں

اشرفؔ خستہ جگر مجبور ہے، رنجور ہے
کیجیے چشمِ عنایت اے ہمارے مہرباں

محبوبِ کردگار ہے یا شافعِ امم
جو تیرا جاں نثار ہے یا شافعِ امم

دنیا و آخرت میں ہماری نجات کا
تم پر ہی انحصار ہے یا شافعِ امم

بارانِ نور ہوتی ہے شام و سحر وہاں
روشن ترا دیار ہے یا شافعِ اُمم

چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے ہیں عدوئے دیں
امت میں خلفشار ہے یا شافعِ امم

پیدا سبیل کر دیں کوئی اتحاد کی
امت میں انتشار ہے یا شافعِ امم

رنج و الم کے تیر سے گھائل ہوں، ہو کرم
تکلیف بے شمار ہے یا شافعِ امم

مسحور زائرین کو کرتا ہے، آپ کا
کتنا حسیں مزار ہے یا شافعِ امم

اذنِ حضوری مل نہ سکا اس لیے یہ دل
رنجیدہ، سوگوار ہے یا شافعِ امم

تیرے سبب سے رشکِ بہاراں بنا ہوا
طیبہ کا مرغ زار ہے یا شافعِ امم

کہتے ہیں صنفِ نعت جسے اہلِ علم و فن
اشرؔف کو اس سے پیار ہے یا شافعِ امم

اخلاص سے پڑھ اسمِ محمد کا وظیفہ
لکھ سرورِ عالم کا بصد شوق قصیدہ

جبریلِ امیں آپ کے دربار کا خادم
ممنون کرم آپ کا بے حد ہے زمانہ

گالی کے عوض دیتے تھے لوگوں کو دعائیں
کیا خوب تھیں سرکار کی عاداتِ کریمہ

کوئی بھی قلم کار بیاں کر نہ سکے گا
محبوبِ خدا آپ کے اوصافِ حمیدہ

ہر ایک خطا بخش دیا کرتے ہیں آقا
چاہے وہ صغیرہ ہو خطا یا کہ کبیرہ

عشاقِ شہِ دین کی مشتاق ہے جنت
گستاخِ پیمبر کا جہنم ہے ٹھکانہ

مداح ترا صاحبِ قرآن ہوا ہے
''اے جانِ غزل ، جانِ سخن ، جانِ قصیدہ''

سرکار! عنایت کی نظر کیجیے مجھ پر
رنج و غم و آلام سے ہے قلب تپیدہ

سب کچھ تمھیں دربارِ پیمبر سے ملے گا
آ جائے اگر مانگنے کا تم کو سلیقہ

کفارہ گناہوں کا ادا کرنا ہے اس کو
سرکار دکھا دیجیے اشرفؔ کو مدینہ

رکھ ادب ملحوظ ہر دم اے ثنا خوانِ رسول
شوق سے لکھ نعتِ احمد زیرِ عنوانِ رسول
ان کے الطافِ کریمانہ کے سب ممنون ہیں
انبیا و مرسلیں ہیں زیرِ احسانِ رسول
در حقیقت دین و دنیا میں وہی ہے کامیاب
جس نے سینے سے لگا رکھا ہے فرمانِ رسول
حسبِ وسعت نعت کے میدان میں کرتے رہو
اتباعِ سعدی و تقلیدِ حسانِ رسول
دشمنِ دیں! تنگ نظری اور تعصب چھوڑ کر
دیکھ لے قرآن کے اوراق میں شانِ رسول
عزتیں دونوں جہاں کی ہوگئیں حاصل اسے
جان و دل سے ہو گیا جو شخص قربانِ رسول
میرے فکر و فن کے سوکھے دھانوں پر برسا کرے
اے خدائے پاک ہر دم ابرِ فیضانِ رسول
سرد مہری کیا بگاڑے گی بھلا خورشید کی
حشر کے دن ہوں گے مجرم زیرِ دامانِ رسول
اشرفِؔ خستہ جگر کی ہے یہی قلبی دعا
حشر تک پھولے پھلے یا رب گلستانِ رسول

۞۞۞

حبیبِ کبریا ہو، نازشِ ارض و سما تم ہو
رسولانِ سلف کے پیشوا و مقتدیٰ تم ہو

غریبوں کے مسیحا، درد مندوں کی دوا تم ہو
گنہ گاروں کے والی، شافعِ روزِ جزا تم ہو

خدا کے واسطے رنج و الم کو دور فرما دو
"شکیبِ دل، قرارِ جاں محمد مصطفٰے تم ہو"

امین و صادق و مصدوق ہو، مامون و احمد بھی
خدا شاہد امیرِ کشورِ صدق و صفا تم ہو

اصولِ زندگی و بندگی تم نے سکھائے ہیں
تمدن جس کے دم سے ہے منور وہ ضیا تم ہو

خدا نے تم کو بخشے ہیں خزانے اپنی نعمت کے
تمہی مختارِ کل ہو، مالکِ ہر دوسرا تم ہو

تمہارے نام کا سکہ کھنکتا ہے زمانے میں
خدا کے فضل سے کونین کے فرماں روا تم ہو

تمہی مطلوب ہو رب کے، تمہی مقصود ہو سب کے
انیسِ بیکساں! ہر ایک کے حاجت روا تم ہو

نظر آتا ہے جلوہ جس میں قدرت کے کرشموں کا
خدائے پاک کی تخلیق کا وہ آئینہ تم ہو

ہدایت کے اجالوں سے منور کر دو اشرفؔ کو
ہدایت کے ہو تم سورج، مہِ برجِ ہدیٰ تم ہو

۞۞۞

یقیناً وہ بشر اپنے مقدر کا سکندر ہے
''تری نعلِ مقدس جس کے سر پر سایہ گستر ہے''

قدِ رعنا پہ رب نے خلعتِ محبوبیت رکھی
محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ محبوبِ داور ہے

اسے موجِ حوادث کی کوئی پروا نہیں ہوگی
محمد مصطفیٰ جیسا جہاں میں جس کا یاور ہے

جہاں سے ظلمتوں کا قافلہ اک دم ہوا رخصت
قدومِ میمنت سے آپ کے دنیا منور ہے

رئیسِ اعظمِ عالم حقیقت میں وہی ٹھہرا
نبی کے عشق کا انمول جس کے پاس گوہر ہے

رسالت کی گواہی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی؟
نبی کا کلمہ خواں فرطِ ادب سے دیکھو پتھر ہے

جو ان کے روضے کا چکر لگاتا ہے محبت سے
مقدر کا دھنی طیبہ نگر کا وہ کبوتر ہے

یہ مال و زر، زن و اولاد، والد، والدہ کیا ہیں
نبی کی عزت و ناموس پر سب کچھ نچھاور ہے

وہی شافع، وہی نافع، وہی رافع، وہی دافع
وہی کونین کے اورنگ کا بے تاج سرور ہے

مجھے کیوں تشنگیِ حشر کا کچھ خوف ہو اشرفؔ
نبی کے نرم و نازک ہاتھ میں جب جامِ کوثر ہے

رنج کے ماروں کو، مُردوں کو مسیحا کر دیا
رحمتِ سرکار نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
مصطفیٰ نے ''ارضِ یثرب'' کو مدینہ کر دیا
یعنی ہجرت سے اسے کعبے کا کعبہ کر دیا
نیکیوں کا پلہ جھکنے جا رہا تھا جس گھڑی
''ان کی رحمت نے سرِ میزاں اشارہ کر دیا''
مصطفیٰ کی چشمِ رحمت نے کیا ایسا کمال
ذروں کو خورشید اور قطروں کو دریا کر دیا
کنکروں کو قوتِ گویائی بخشی آپ نے
کرکے انگلی کا اشارہ مہ دو پارہ کر دیا
عدل و ایماں کے اجالوں سے رسولِ پاک نے
ظلمتِ کفر و جفا کا چاک سینہ کر دیا
اللہ اللہ اس مہِ تاباں نے اپنے فیض سے
ظلمتوں کو مرکزِ نور و تجلیٰ کر دیا
علم و ادراک و تمدن سے جو کوسوں دور تھے
نورِ حکمت سے انھیں آقا نے دانا کر دیا
عزمِ محکم، جہدِ پیہم، داعیانہ شان سے
مصطفیٰ نے اندھے شیشوں کو مجلّیٰ کر دیا
دیکھتے ہی دیکھتے مدحِ شہِ ابرار نے
قسمتِ اشرفؔ کو ہمدوشِ ثریا کر دیا

ہماری فکر کا بس نعتِ پاک محور ہو
نبی کی مدح کا نغمہ ہمارے لب پر ہو

خدا سے کرتا ہوں میں التجا یہی اکثر
نبی کے شہر میں اپنا کبھی تو بستر ہو

رسولِ پاک کی سیرت پہ ہو عمل اِن کا
ہمارے بچوں کو قرآن پاک اَزبر ہو

سجودِ عشق و عقیدت لٹاؤں کچھ ایسے
''ہمارا سر ہو خدایا حبیب کا در ہو''

یہ سوچ کر ہی کیا کرتا ہوں ثنا خوانی
ضیائے نعت سے فکر و نظر منور ہو

خدا نے بخشی ہے کونین کی شہنشاہی
تمام خلق کے تم ہی تو اعلیٰ افسر ہو

نبی کے نام کے تیشوں سے کر دو ریزہ تم
پہاڑ غم کا ہو یا مشکلوں کا خیبر ہو

یہی ہے آرزو جب آئے میرا وقتِ اجل
زباں پہ مدح و ثنائے حبیبِ داور ہو

فضائے نعت میں پرواز کرنے والا بس
ہمارے فکر و تخیل کا یہ کبوتر ہو

یہی ہے آرزو اشرفؔ رضا کی اے مولیٰ
ہمیشہ لب پہ ثنائے شفیعِ محشر ہو

✪✪✪

بن رشکِ ماہ و اختر، خاکِ حجاز ہو جا
محمود نام والے کا تو ایاز ہو جا

نعلین ان کی سر پہ رکھ کر بہ صد عقیدت
دارائے وقت بن جا، بندہ نواز ہو جا

سرکار کی محبت ایماں کی ہے نشانی
عشقِ نبی میں کامل سوز و گداز ہو جا

عشاقِ مصطفیٰ کی صحبت میں بیٹھ ہر دم
دینِ محمدی کا دانائے راز ہو جا

ہستی کو اپنی عشقِ سرکار میں فنا کر
مہر و وفا کی گویا تصویرِ ناز ہو جا

نعتِ رسولِ اکرم معراج ہے سخن کی
اڑ کر فضائے مدحت میں شاہباز ہو جا

شعر و سخن کے گلشن کی بلبلِ حکایت
توصیفِ مصطفیٰ میں نغمہ طراز ہو جا

احکامِ مصطفیٰ پر کرکے عمل اے ناداں
دنیا و آخرت میں تو سرفراز ہو جا

بزمِ خیال میں تو ان کو بسا نمازی
''دل سے نماز پڑھ لے محوِ نماز ہو جا''

سردارِ انبیا کے روضے پہ تو پہنچ کر
اشرؔف رضا سراپا عجز و نیاز ہو جا

پڑھا کتابوں میں جب اس کا فائدہ میں نے
''نبی کا نام وظیفہ بنا لیا میں نے''

بقیعِ پاک بنے اپنا مدفن و مسکن
بہ صد خلوص خدا سے ہے کی دعا میں نے

غمِ حیات کے کانٹے نکل گئے دل سے
رسولِ پاک کا جب نام لے لیا میں نے

حبیبِ خالقِ اکبر کی پیروی کر کے
بنایا زیست کو شفاف آئنہ میں نے

حوادثات کا ہوگا گذر نہ اب گھر میں
نبی کے نام کا طغریٰ سجا لیا میں نے

مِرے تخیل و افکار کا ہوا چرچا
بنایا نعت کو جب اپنا مشغلہ میں نے

عذابِ رنج و الم سے ملی نجات مجھے
غموں میں جب کہ لیا نامِ مصطفیٰ میں نے

ضرور مجھ کو ملے گی قبولیت کی سند
کیا ہے دل سے شہِ دیں کا تذکرہ میں نے

پئے طہارتِ فکر و تخیل و لہجہ
نبی کی نعت کو شیوہ بنا لیا میں نے

نبی کی سیرت و سنت پہ ہے عمل جس کا
نہ دیکھا اس سے بڑا کوئی با وفا میں نے

کبھی جو گردشِ ایام نے مجھے گھیرا
لبوں پہ نغمۂ آقا سجا لیا میں نے

نکھر گئے مِرے فکر و خیال، اپنایا
نبی کی مدح میں جب لہجۂ رضا میں نے

بہ صد خلوص نبی پر درود تم بھی پڑھو
درود پڑھ کے مقدر سجا لیا میں نے

رسولِ پاک کی توصیف کر کے اے اشرفؔ
بنایا فکر و تخیل کو مشک زا میں نے

✿✿✿

اے دو جہان کے سردار و حاکم و مخدوم
جبینِ عرش پہ ہے نام آپ کا مرقوم

زہے علوئے کمالاتِ خواجۂ کونین!
خدائے پاک نے بخشے ہیں جن کو غیبی علوم

فلک پہ اڑتا ہے جھنڈا تمہاری عظمت کا
مچی ہے کون و مکاں میں تمہارے نام کی دھوم

وہ آئے نورِ مبیں بن کے عدل و ایماں کے
جہاں سے ظلمتِ کفر و جفا ہوئی معدوم

رعایا، حاکم و افسر، تمہارے در کے فقیر
تمہارے لطف کے مشتاق خادم و مخدوم

''فلا و ربک لا یومنونَ'' سے ہے عیاں
تمہاری عظمت و رفعت دو کون کے مخدوم

وہ جس کے سر پہ ہے سایہ فگن تری رحمت
بگاڑ کچھ نہیں پائے گی اس کا بادِ سموم

نوازتے ہیں وہ امید سے کہیں زیادہ
نبی کے در سے نہ لوٹا کبھی کوئی محروم

خدا ہی جانے حقیقت تری شہِ بطحا
کسی بشر کو تری کُنہ کچھ نہیں معلوم

یہی ہے آرزو اشرفؔ کے قلبِ مضطر کی
ہمیشہ کرتا رہے نعتِ مصطفیٰ منظوم

شاہِ مدینہ کا ہوں ثنا خواں زہے نصیب
رکھتا ہوں میں نجات کا ساماں زہے نصیب

سلطانِ کائنات کی توصیف کے سبب
کہتے ہیں لوگ مجھ کو سخن داں زہے نصیب

فکر و نظر کے چرخ پہ اپنے طلوع ہے
نعتِ نبی کا ماہِ درخشاں زہے نصیب

قسمت پہ اپنی ناز کروں کیوں نہ میں سدا
حاصل ہے مجھ کو دولتِ ایماں زہے نصیب

دارائی رشک کرتی ہے ان پر جو بن گئے
شہرِ رسولِ پاک کا مہماں زہے نصیب

حسانؔ و سعدیؔ، جامیؔ کی تقلید سے ملی
توفیقِ مدحِ شاہِ رسولاں زہے نصیب

جب سے درِ نبی کی گدائی مجھے ملی
حیرت سے مجھ کو تکتے ہیں شاہاں زہے نصیب

اللہ رے ان کے نام کی تاثیر، ہو گئیں
نامِ نبی سے مشکلیں آساں زہے نصیب

حاصل ہے مجھ کو مرشدی سبطین کے سبب
عشقِ نبی کا لعلِ بدخشاں زہے نصیب

ابرِ بہارِ نعت سے اشرفؔ ہے آج تک
شاداب فکر و فن کا گلستاں زہے نصیب

ہجر کی ہے رات اور اختر شماری یا رسول
وصل کی اب بھیج دیں بادِ بہاری یا رسول
علم و حکمت، فکر و فن کی مجھ کو دولت ہو نصیب
علم و تہذیب و تمدن سے ہوں عاری یا رسول
وصل و راحت کے حسیں لمحات اب کر دیں عطا
ہجر میں کب تک کروں میں اشک باری یا رسول
قلب کی حسرت مٹے، اذنِ سفر اب تو ملے
ہند میں کب تک کروں میں آہ و زاری یا رسول
نورِ تقویٰ سے منور ہو ہماری زندگی
ہو عطا سجاد سی پرہیز گاری یا رسول
جب تلک زندہ رہوں میں، نعت کی ہوتی رہے
میری کشتِ فکر و فن پہ مُشک باری یا رسول
رنج و آلام و مصائب سے ملے فوری نجات
ہے بہت مشہور تیری غم گساری یا رسول
الغیاث و الغیاث و الغیاث و الغیاث!
سر پہ ہے عصیاں کا میرے بوجھ بھاری یا رسول
بھیج دیں بہرِ خدا الطاف کی ٹھنڈی ہوا
ہے مسلط شاخِ دل پر بے قراری یا رسول
زیورِ اخلاق و تقویٰ سے مزین ہو حیات
ہو عطا اشرفؔ کو وصفِ بُرد باری یا رسول

اے شہنشاہِ مدینہ آپ کے آنے کے بعد
ہو گئی پُر نور دنیا آپ کے آنے کے بعد
وہ زمیں طعنِ فلک سے جو کبھی مطعون تھی
بن گئی رشکِ ثُریا آپ کے آنے کے بعد
اس جہانِ رنگ و بو میں آ گیا اک انقلاب
جانِ آدم، فخرِ حوا آپ کے آنے کے بعد
ہو گئی کافور ظلمت، جگ میں پھیلی روشنی
مرکزِ نور و تجلیٰ آپ کے آنے کے بعد
آیتِ ''اقرا'' سے بدلا قوم کا ذہن و مزاج
علم کا پھیلا اُجالا آپ کے آنے کے بعد
کفر کے ایوان میں بھونچال آیا، ہِل گیا
اہلِ باطل کا کلیجہ آپ کے آنے کے بعد
بت پرستوں کو ہوئی تکلیف، ٹھنڈا ہو گیا
اہلِ ایماں کا کلیجہ آپ کے آنے کے بعد
بیکسوں کو، غم زدوں کو مل گئی جائے اماں
دونوں عالم کے مسیحا آپ کے آنے کے بعد
دور آیا سرخوشی کا، دہر میں جاری ہوا
فیض اور بخشش کا دریا آپ کے آنے کے بعد
بیٹیوں کو زندہ دفنانے کا اے اشرفؔ رضا
بدلا ناجائز طریقہ آپ کے آنے کے بعد

✡✡✡

کمالِ صنفِ تحمید و ثنا سامانِ بخشش ہے
جمالِ نعتِ محبوبِ خدا سامانِ بخشش ہے
بڑا ہی منفرد اور پُر کشش اسلوب ہے اس کا
ضیائے خامۂ احمد رضا سامانِ بخشش ہے
مشامِ جاں معطر کیوں نہ ہو پھر اس کی خوشبو سے
گلِ نعتِ حبیبِ کبریا سامانِ بخشش ہے
وہ جس کی روشنی سے ہے جہانِ فکر و فن روشن
یقیناً وہ کتابِ پُر ضیا سامانِ بخشش ہے
فصیحانِ عجم کی آنکھ خیرہ کیوں نہیں ہوں گی
فصاحت کا دمکتا آئینہ سامانِ بخشش ہے
سلاست اور روانی میں اسے نہرِ رواں سمجھو
بلاغت کا گلِ رنگیں ادا سامانِ بخشش ہے
زبانِ مفتیِ اعظم کی کیف آور صداؤں سے
شہِ ابرار کی مدحت سرا سامانِ بخشش ہے
نبی کی نعت کے جلوؤں سے اس کا ہر وَرق روشن
مہِ عشقِ محمد مصطفیٰ سامانِ بخشش ہے
اسے جو غور سے سن لے، وہ پھر مسحور ہو جائے
دلِ عاشق کی روحانی صدا سامانِ بخشش ہے
کوئی پوچھے اگر مجھ سے تو اشرفؔ صاف کہہ دوں گا
ادب کا اک چمکتا آئنہ سامانِ بخشش ہے

ادب کا مہرِ درخشاں سفینۂ بخشش
سخن کی شمعِ فروزاں سفینۂ بخشش

نبی کی مدح و ثنا کا حسین گلدستہ
ثنائے شاہِ رسولاں سفینۂ بخشش

نگار خانۂ سوز و گدازِ عشقِ نبی
جمالِ شوقِ فراواں سفینۂ بخشش

اچھوتی فکر، حسیں طرز، منفرد اسلوب
حسین نعتیہ دیواں سفینۂ بخشش

جمالیاتِ سخن کا نمونۂ کامل
ادب کا اعلیٰ دبستاں سفینۂ بخشش

ادب کا، شعر و سخن کا، نبی کی مدحت کا
مہکتا سنبل و ریحاں سفینۂ بخشش

ادب کی ضو سے ورق در ورق منور ہے
مثالِ خاورِ تاباں سفینۂ بخشش

گلابِ عشقِ پیمبر کی بوئے جاں افزا
گل و گلاب و گل افشاں سفینۂ بخشش

قراءت اس کی مداوائے قلبِ مضطر ہے
قرارِ صاحبِ ایماں سفینۂ بخشش

نجاتِ اخروی شاعر کی ہوگی اس کے سبب
نجات پانے کا ساماں سفینۂ بخشش

ضرور بات ہے کوئی کہ آج تک تجھ سے
وہابیت ہے گریزاں سفینۂ بخشش

حضور تاج شریعت کی فکر کا اشرفؔ
مہکتا ایک گلستاں سفینۂ بخشش

۞۞۞

دیکھا گیا نہ کوئی بھی ہمسر زمین پر
آیا نہ ان سا کوئی پیمبر زمین پر

سر پہ سجائے تاجِ شفاعت اے عاصیو!
وہ دیکھو آئے شافعِ محشر زمین پر

مہر و مہ و نجوم نے سرکار سے کہا
دیکھا نہ تجھ سا روئے منور زمین پر

انسانیت کی لاج بچائیں گے مصطفیٰ
ہوگی نہ دفن اب کوئی دختر زمین پر

خیرِ کثیر لے کے خدائے کریم سے
تشریف لائے مالکِ کوثر زمین پر

قد والے یوں تو سینکڑوں پیدا ہوئے، مگر
ان کی طرح نہ آیا قد آور زمین پر

پائے رسولِ پاک کا اعجاز اللہ ہُو
ہوتے ہیں موم دیکھیے پتھر زمین پر

شایانِ شان آپ کی مدحت جو کر سکے
ایسا نہیں ہے کوئی سخنور زمین پر

تاریکیاں فرار ہوئیں دیکھ کر اسے
اترا فلک سے ماہِ منور زمین پر

سرکار کی گلی میں کھجوروں کی چھاؤں میں
اشرفؔ نے دیکھا خلد کا منظر زمین پر

امت رواں دواں ہے تری امتحاں کی سمت
اک نگہِ التفات ہو اس ناتواں کی سمت

سوکھی پڑی ہیں فکر و تخیل کی وادیاں
ابرِ کرم ہو کشتِ زبان و بیاں کی سمت

ہے بجلیوں کی زد میں مسیحائے دو جہاں
ہو چشمِ التفات مرے آشیاں کی سمت

سر پر سجائے رحمت و رافت کا زریں تاج
آئے رسول محفلِ کون و مکاں کی سمت

مشقِ سخن فرشتے بھی کرنے لگے بہ شوق
اک مصرعِ ثنا جو کھلا آسماں کی سمت

محشر کی تیز دھوپ میں سلطانِ کائنات
ڈالیں گے اپنی نوری ردا عاصیاں کی سمت

رنج و غم و الم کا بسیرا ہے الاماں!
لطف و کرم حضور ہو دل کے مکاں کی سمت

خالی پڑا ہے علم و بصیرت کے پانی سے
چشمِ کرم ہو فکر و نظر کے کنواں کی سمت

غم خوار اپنے جب کہ رسولِ کریم ہیں
پھر کیوں اٹھے نگاہ کسی مہرباں کی سمت

اشرفؔ رضا ہجومِ غمِ روزگار میں
مڑ مڑ کے دیکھتا ہے شہِ انس و جاں کی سمت

روشن چراغِ عشق و محبت ہے آج بھی
اس دل میں مصطفیٰ کی عقیدت ہے آج بھی

جاؤ، بجھاؤ اپنی مرادوں کی تشنگی
جاری نبی کی نہرِ سخاوت ہے آج بھی

ادبار و انحطاط کے امراض کے لیے
اکسیر ارتقا کی، شریعت ہے آج بھی

دل کے شجر کی شاخِ حسیں پر کِھلا ہوا
سرکار کا گلابِ محبت ہے آج بھی

ناموسِ مصطفیٰ کی حفاظت کے واسطے
دل میں ہمارے شوقِ شہادت ہے آج بھی

اللہ رے حضور کی رحمت کی وسعتیں
مجرم پہ ان کی چشمِ عنایت ہے آج بھی

کتنی نظر نواز و حسیں ان کی بات ہے
ہر ایک لب پہ ان کی حکایت ہے آج بھی

رب کی کتاب یعنی قرآنِ مجید میں
آلِ نبی کا ذکرِ طہارت ہے آج بھی

پُر نور نورِ عدلِ رسالت مآب سے
دنیا کی ساری بزمِ عدالت ہے آج بھی

سلطانِ کائنات کی توصیف میں رواں
اشرفؔ رضا کا خامۂ مدحت ہے آج بھی

دیارِ شافعِ محشر مدینہ آنے والا ہے
مسیحائے دلِ مضطر مدینہ آنے والا ہے
مسرت کا لگاؤ زائرو آنکھوں میں تم سرمہ
عقیدت سے جھکاؤ سر مدینہ آنے والا ہے
شہنشاہِ مدینہ کے مبارک آستانے پر
لگے گا اپنا اب بستر مدینہ آنے والا ہے
کرم کے آبشاروں سے دھلیں گے معصیت کے داغ
شہِ کون و مکاں کا در مدینہ آنے والا ہے
تمنا کا شجر شاداب ہوگا باغِ ہستی میں
مرادیں ہوں گی بار آور مدینہ آنے والا ہے
مرادوں کے گلِ تر سے بھریں گی جھولیاں اپنی
سخاوت کا درِ اطہر مدینہ آنے والا ہے
یہی سوغات اشکوں کے کروں گا پیش آقا کو
ہوئی جاتی ہیں آنکھیں تر مدینہ آنے والا ہے
مثالِ ماہیِ بے آب کیوں ہے مضطرب اے دل
تسلی کر، تسلی کر مدینہ آنے والا ہے
عقیدت با وضو ہو جا! محبت مشک بو ہو جا!
"سنبھل جا اے دلِ مضطر مدینہ آنے والا ہے"
تری تقدیر ہمدوشِ ثریا ہو گئی اشرفؔ
زیارت ہوگی جی بھر کر مدینہ آنے والا ہے

کیا ہی ذوق افزا ہے راگنی مدینے میں
خوب روح پرور ہے نغمگی مدینے میں

رب کی رحمتیں ہر دم اس جگہ برستی ہیں
دیکھ لو فضاؤں کی دلکشی مدینے میں

ہر قدم پہ ہوتا ہے بس ہمیں یہی محسوس
شاہراہ ہے ساری مخملی مدینے میں

سرخوشی کا پروانہ ملتا ہے غریبی کو
ختم سب کی ہوتی ہے مفلسی مدینے میں

ظاہری گناہوں کے، باطنی گناہوں کے
میل سارے دھلتے ہیں واقعی مدینے میں

زندگی کا وہ لمحہ بندگی میں ڈھل جاتا
بخت سے اگر ہوتی حاضری مدینے میں

بعدِ موت ہو جاتی دولتِ بقا حاصل
''موت لے کے آ جاتی زندگی مدینے میں''

جو وہاں کے ساکن ہیں کیوں نہ وہ بجائے پھر
فرحت و مسرت کی بانسری مدینے میں

زائرین کہتے ہیں ہم نے جا کے دیکھا ہے
سوندھی سوندھی مٹی کی طرفگی مدینے میں

تیرا فن نکھر جاتا بالیقین اے شاعر
نعت کی جو ہو جاتی شاعری مدینے میں

زائرین جاؤ تم، نور میں نہاؤ تم
روز و شب ابلتی ہے چاندنی مدینے میں

مصطفیٰ کے روضے پر دامنِ طلب بھر لو
کچھ کمی نہیں اشرفؔ قادری مدینے میں

عیدِ قرباں ہے ذوقِ جنوں کا نشاں
مسجدِ جاں میں وحدانیت کی اذاں
اے خلیلِ خدا! خوب پھولا پھلا
آپ کے دم سے ایثار کا گلستاں
پیکرِ زہد و تقویٰ، ذبیحِ خدا
خوب تم نے دیا دین کا امتحاں
باپ بیٹے کو جب ذِبح کرنے چلے
یہ سماں دیکھ کر رو پڑا آسماں
''ماہِ ذی الحجہ'' کا چاند ظاہر ہوا
چھیڑو قربانیوں کی حسیں داستاں
ہے ''براہیمی سنت'' یہ اے مومنو!
ہے یہ فرمانِ سلطانِ کون و مکاں
مقصدِ زریں تقویٰ کا ٹھہرا حصول
تم کرو اس سے تعمیر دل کا مکاں
عید الاضحیٰ کی غایت سے واقف ہے جو
وہ نہیں کرتا ہے فکرِ سود و زیاں
سجدۂ عشق و الفت ادا کیجیے
عیدِ قرباں کا موقع ہے اے مہرباں
جب چھری ننھے حلقوم پر تھی چلی
روح فرسا تھا اشرفؔ رضا وہ سماں

✪✪✪

رتبہ بڑا ہے آپ کا عالی مرے کریم
ہر وصف آپ کا ہے مثالی مرے کریم

اخلاق بے مثال تو کردار لاجواب
ہر اک ادا تمہاری نرالی مرے کریم

اک موتی ڈال دیجے مرادوں کی سیپ میں
بحرِ کرم کے تم ہو لآلی مرے کریم

تاریخ ہے گواہ کہ لوٹا نہ آج تک
در سے تمہارے کوئی بھی خالی مرے کریم

آسائشوں کی صبحِ حسیں اب تو ہو طلوع
رنج و الم کی رات ہے کالی مرے کریم

اللہ کے فرشتے بہ صد شوق چومتے
ہیں آپ کے مزار کی جالی مرے کریم

سیرت کی چاندنی سے ہو روشن مری حیات
مجھ کو عطا ہو سوزِ بلالی مرے کریم

حیراں ہیں مہوشانِ جہاں تجھ کو دیکھ کر
اللہ رے تیری شانِ جمالی مرے کریم

بھر دیجیے زیارتِ گنبد کے آب سے
پیمانۂ نگاہ ہے خالی مرے کریم

دامن کو بھر دیں اب تو مرادوں کے پھول سے
میں بھی ہوں تیرا ادنیٰ سوالی مرے کریم

ابرِ بہار نعت کا اک قطرہ اس پہ بھی
سوکھی پڑی ہے فکر کی ڈالی مرے کریم

حسرت ہے دل کی آپ کی خدمت کے کام پر
ہو جائے کاش اپنی بحالی مرے کریم

حسنین کا ہے واسطہ اشرفؔ کو ہو عطا
عشق و وفا کا جامِ سفالی مرے کریم

✿✿✿

اصنافِ شاعری میں بہت لاجواب ہے
ہر زاویے سے نعت فضیلت مآب ہے
مصروف جب سے ہوں میں درود و سلام میں
سایہ فگن خدا کے کرم کا سحاب ہے
جنت کے مستحق ہیں غلامانِ مصطفیٰ
گستاخ دیو کے بندوں کا خانہ خراب ہے
ان کی عطا و بخشش و جود و نوال سے
کُل کائنات آج تلک فیض یاب ہے
بی آمنہ کے لال کے چہرے کے سامنے
شرمندہ ہے قمر تو خجل آفتاب ہے
عشقِ نبی کے جلوؤں سے آراستہ ہے جو
دونوں جہاں میں بس وہی عزت مآب ہے
سرکار کے پسینے کے قطروں کے سامنے
شرمندہ مشک و عنبر و بوئے گلاب ہے
کر دیتی ہے بیگانہ دو عالم سے رند کو
عشقِ رسولِ پاک وہ خالص شراب ہے
نعتِ نبی جو ہر گھڑی لکھتا ہے شوق سے
اشرفؔ وہ فکر و فن کا مہکتا گلاب ہے

کر مدحتِ ممدوحِ خدا اور زیادہ
رکھ فکر کو مصروفِ ثنا اور زیادہ

نعتِ شہِ بطحا کے سبب کشتِ سخن پر
برسے گی عنایت کی گھٹا اور زیادہ

ہو زیست کے آنگن میں ہدایت کا اجالا
اے نیّرِ افلاکِ ہدیٰ اور زیادہ

توفیق دے یارب کہ کروں فرطِ ادب سے
سرکار کی توصیف و ثنا اور زیادہ

بگڑا ہوا ہر کام بنے گا ترا ناداں
پڑھ صلِ علیٰ، صلِ علیٰ اور زیادہ

الفاظ انوکھے ہوں، معانی بھی حسیں ہوں
ہو نعت کا اسلوب جدا اور زیادہ

دن رات کروں مدح ترے پیارے نبی کی
توفیق دے اے میرے خدا اور زیادہ

ارمان کے گلشن میں خزاں کا ہے تسلط
گلزار تمنا کا کھِلا اور زیادہ

اے کاش وہ خیرات دیں اور عرض کروں میں
اے مخزنِ الطاف و سخا اور زیادہ

گر چاہتے ہو فکر و تخیل کی بلندی
لکھ نعت بہ اسلوبِ رضا اور زیادہ

اے محرمِ اسرارِ خداوندِ دو عالم
خیراتِ تخیل ہو عطا اور زیادہ

میخانۂ توصیفِ پیمبر سے خدایا
اشرفؔ کو یوں ہی جام پِلا اور زیادہ

اے ابرِ سخا، فیضِ اتم سیدِ عالم
پامالِ خزاں پر ہو کرم سیدِ عالم

جب تک رہوں زندہ میں بہ صد شوق تمہاری
کرتا رہوں توصیف رقم سیدِ عالم

''امکانِ نظیر'' آپ کا باطل ہے سِرے سے
مخدومِ عرب، میرِ عجم سیدِ عالم

اللہ رے مراتب کی بلندی کہ تمہارا
اڑتا ہے سرِ عرش علَم سیدِ عالم

اوصاف و کمالات بیاں کرنے سے تیرے
عاجز ہیں زباں اور قلم سیدِ عالم

ہے سر پہ گناہوں کا بڑا بھاری پٹارا
محشر میں نہ کھل جائے بھرم سیدِ عالم

مہجور ہوں، رنجور ہوں، لاچار ہوں بے حد
ہوں دور مرے رنج و الم سیدِ عالم

دنیا میں مسلمان پہ اسلام کے اعدا
ڈھاتے ہیں شب و روز ستم سیدِ عالم

منگتا نے کبھی لا نہ سنا آپ کے لب سے
سب نے ہے سنا لفظِ نَعَم سیدِ عالم

دنیا میں کہاں آپ کے جیسا کوئی فیاض
اے خازن و قسّامِ نِعَم سیدِ عالم

قرآن نے کھائی ہے تری راہ گذر کی
"**لاأقسم**" فرما کے قسم سیدِ عالم

امداد کو آ جائیں کہیں شدتِ غم سے
اشرفؔ کا نکل جائے نہ دم سیدِ عالم

دلِ بیمار تو چل محسن و غم خوار کے پاس
مالکِ کون و مکاں، سیدِ ابرار کے پاس

علمِ ما کان یکوں رب نے انھیں بخشا ہے
کون سا علم نہیں محرمِ اسرار کے پاس

دونوں عالم کے مسیحا ہیں رسولِ اعظم
ہر مرض کی ہے دوا دافعِ آزار کے پاس

رب کی توفیق سے لکھتا ہے ثنائے آقا
ورنہ طاقت ہے کہاں اتنی قلم کار کے پاس

التجا ہے یہی تجھ سے اے خداوندِ کریم!!
موت آئے جو مری آئے درِ یار کے پاس

حسنِ اخلاق و مروت کی اگر چاہیے بھیک
جا کے تم لے لو اسے محسنِ اغیار کے پاس

کس طرح رب کو میں منہ اپنا دکھاؤں گا شہا
جز گنہ کچھ بھی نہیں تیرے گنہگار کے پاس

حسبِ منشا تمہیں مل جائے گی نعمت اشرفؔ
جھولی پھیلایئے دربارِ گہر بار کے پاس

✡✡✡

زباں پر حمدِ رب اور نغمۂ صلِ علیٰ ہوگا
''بہارِ خلد ہوگی، حاجیوں کا قافلہ ہوگا''

لپٹ کر خانۂ کعبہ کی جالی سے ہر اِک زائر
مقدر اپنا ہمدوشِ ثریا کر رہا ہوگا

سکونِ قلب کا مرہم ملے گا سارے حاجی کو
مدینے میں ہر اِک ارمان کا گلشن کِھلا ہوگا

وہ منظر کس قدر ہوگا حسیں جب چاہِ زمزم پر
دِوانوں، تشنہ کاموں کا حسیں میلہ لگا ہوگا

بہ صد اخلاص بوسہ دے کے بندہ حجرِ اسود کو
گنہ کے کیچڑوں سے دل کو اُجالا کر رہا ہوگا

منیٰ کی وادی اور عرفات کے میدان کا منظر
خدا ہی جانے کتنا پُرکشش اور خوش نُما ہوگا

چلو اے حاجیو! مکہ سے اب شہرِ مدینہ کو
وہاں پر موجزن سرکار کا بحرِ عطا ہوگا

دمِ رخصت کسی کی آنکھ پُرنم ہوگی حسرت سے
کوئی مڑ مڑ کے روضہ مصطفیٰ کا تک رہا ہوگا

شہنشاہِ مدینہ کی سفارش اور بخشش سے
گنہ گاروں کے حق میں حشر کے دن فیصلہ ہوگا

درِ سرکار پر جب ہوگی اپنی حاضری اشرفؔ
مرادوں کے گلِ تازہ سے پھر دامن بھرا ہوگا

باعثِ خیر ہے بعثت تری جانِ جاناں
حوصلہ بخش ہے رحمت تری جانِ جاناں

جز خدا کوئی نہیں جانتا رتبہ تیرا
کس بلندی پہ ہے عظمت تری جانِ جاناں

رب نے رکھی ہے ترے سر پہ کلاہِ رفعت
اللہ رے شانِ فضیلت تری جانِ جاناں

بحرِ زخارِ کرم، فیضِ اتم ذات تری
جاری ہے موجِ سخاوت تری جانِ جاناں

سکہ چلتا ہے ترا، آج تلک ہے قائم
دونوں عالم پہ حکومت تری جانِ جاناں

نعت گوئی سے کروں کیوں نہ سکینہ حاصل
وجہِ تسکین ہے مدحت تری جانِ جاناں

دیکھ کر آج بھی حیرت میں ہے انسانی خرد
برق رفتار سیاحت تری جانِ جاناں

کلمۂ طیّبہ کا آخری جز ہے مُشعِر
''جانِ ایماں ہے محبت تری جانِ جاناں''

سیدہ عائشہ کا قول ہے حق پر مبنی
مثلِ قرآن ہے سیرت تری جانِ جاناں

حشر میں سارے خطا کاروں، گنہگاروں کو
بخشوائے گی شفاعت تری جانِ جاناں

ایسا لگتا کہ ہو خورشید دواں چہرے پر
کیا ہی پُر نور ہے صورت تری جانِ جاناں

لوگ ہو جاتے تھے اسلام میں فوراً داخل
دیکھ کر حِلم و مروت تری جانِ جاناں

اشرفِؔ خستہ جگر کی ہے تمنائے دلی
نزع کے وقت ہو صورت تری جانِ جاناں

خدا کی ذاتِ حسیں کا حسین مظہر ہو
سراپا نور ہو، روحانیت کا پیکر ہو

کریم و احمد و مزّمل و بشیر و نذیر
امین و صادق و مصدوق، عدل گستر ہو

خدا نے بخشی ہیں تم کو فضیلتیں بے حد
عظیم تر ہو، قد آور ہو، بندہ پرور ہو

کبھی تو بخت سے آئے وہ ساعتِ مسعود
''ہمارا سر ہو خدایا، حبیب کا در ہو''

تمہارے نام کا سکہ کھنکتا ہے شاہا
تم اس جہان کے بااختیار افسر ہو

لہولہان ہے سنگِ حوادثات سے جسم
کرم کی ایک نظر اے حبیبِ داور! ہو

اے دو جہاں کے مسیحا ! طبیبِ کون و مکاں
سکونِ قلب کی دولت ہمیں میسر ہو

مرے وجود سے ہوں ختم ظلمتیں ساری
اجالا وادیِ جاں میں مہِ منور ہو

حضور! واسطہ شبیر اور شبر کا
غموں کی دھوپ میں سر پہ تمہاری چادر ہو

ہزار کوششیں کر لو ذلیل کرنے کی
نبی کا چاہنے والا ذلیل کیوں کر ہو

یہی ہے آرزو میری حضور عالی جاہ
تمہارے عشق کے جلوؤں سے دل منور ہو

یہی ہے حاصلِ ایمان و دین اے اشرفؔ
گلابِ عشقِ محمد سے دل معطر ہو

کرم کی جھوم کے برسی گھٹا مدینے میں
ہوا مُرادوں کا گلشن ہرا مدینے میں

دیارِ شاہ میں بس دیر تھی پہنچنے کی
ہر ایک مدعا پورا ہُوا مدینے میں

ریاضِ خلد کا یہ اک حسیں نمونہ ہے
''وہ آیا خلد میں جو آ گیا مدینے میں''

مریضو! شہرِ کرم کی طرف بڑھاؤ قدم
ملے گی تم کو مرض کی دوا مدینے میں

زمینِ طیبہ میں لپٹی ہوئی ہے خاکِ شفا
مریض پاتے ہیں جا کر شفا مدینے میں

درِ رسول سے خالی کوئی نہیں لوٹا
ہر اِک فقیر کا دامن بھرا مدینے میں

اے رہروانِ سلوک و تصوف و عرفاں
ملے گا تم کو خدا کا پتا مدینے میں

قدومِ میمنتِ شاہِ دیں کی برکت سے
نشاطِ قلب و جگر ہے فضا مدینے میں

ہماری موت پہ قربان زندگی ہوگی
اگر جو بخت سے آئے قضا مدینے میں

اے کاش! میرے قلم سے خدایا ہو جائے
ترِے حبیب کی مدح و ثنا مدینے میں

اے کم نصیب یہاں رونا اور بلکنا کیا ؟
جا اپنا سویا مقدر جگا مدینے میں

فرشتے حاضری دیتے ہیں با ادب اشرفؔ
نبی کے روضے پہ صبح و مسا مدینے میں

کہہ رہے ہیں یہ سخن ور، ذوقِ نعت
کس قدر ہے ذوق پرور ذوقِ نعت

بحرِ الفت کی شناور ذوقِ نعت
رہبرِ عشقِ پیمبر ذوقِ نعت

لفظ و معنیٰ، طرز و اسلوبِ بیاں
ہر جہت سے ہے حسیں تر ذوقِ نعت

نعت گویانِ محمد کے لیے
بیش قیمت علمی جوہر ذوقِ نعت

اعلیٰ حضرت نے کیا تجھ کو پسند
بات کیا ہو اس سے بڑھ کر ذوقِ نعت

بالیقیں تیرے سبھی اشعار ہیں
شوق افزا، روح پرور ذوقِ نعت

منفرد شاعر تھے استاذِ زمن
اس لیے ہے تو بھی بہتر ذوقِ نعت

صنفِ نازک نعت گوئی میں سدا
مانی جائے گی قد آور ذوقِ نعت

باندھ کر احرامِ عشقِ مصطفیٰ
ہو گئی ان کی ثناگر ذوقِ نعت

مشکِ فکر و فن سے تیرا ہر ورق
ہے معطر ہی معطر ذوقِ نعت

اس کا ہر اِک شعر فنی شاہکار
بحرِ فکر و فن کا گوہر ذوقِ نعت

نعت کہنے کا ہنر آ جائے گا
تم پڑھو اشرفؔ برابر ذوقِ نعت

بعدِ رب ان کی بڑی ذات ہے، سبحان اللہ
پُرکشش ان کی ہر اِک بات ہے، سبحان اللہ

وہ جو ہے محرمِ اسرارِ خداوندِ کریم
جامعِ فضل و کمالات ہے، سبحان اللہ

حمد کے بعد ہر اِک صنفِ سخن میں یارو
اعلیٰ و ارفع فقط نعت ہے، سبحان اللہ

قُم جو فرما دیں تو مردے میں حیات آ جائے
"لبِ جاں بخش کی کیا بات ہے، سبحان اللہ"

شہرِ طیبہ میں قدم رکھتے ہی آقا کے وہاں
ہر گھڑی نور کی برسات ہے، سبحان اللہ

حاجیو لانا دیارِ شہِ کونین کی خاک
بہرِ عشاق یہ سوغات ہے، سبحان اللہ

جو فقیروں کو بنا دیتی ہے سلطان و امیر
درِ آقا کی وہ خیرات ہے، سبحان اللہ

نورِ اول کے حسیں جلوؤں سے اب تک پر نور
شہر اور قصبہ و دیہات ہے، سبحان اللہ

آج بھی سیرتِ سرکارِ دوعالم اشرفؔ
مشعلِ راہِ ہدایات ہے، سبحان اللہ

۞۞۞

نبی کے صدقے ملیں ہم کو نعمتیں کیا کیا
ملیں انھی کے توسل سے عظمتیں کیا کیا

ہمیں حضور کی نسبت نے ہی بچایا ہے
وگر نہ ہم پہ اترتیں مصیبتیں کیا کیا

عروج بخشا ہے سرکار نے محبت کو
نہیں تو دہر میں پھیلی تھیں نفرتیں کیا کیا

حضور آپ کے آنے سے پہلے دنیا میں
عرب میں پھیلی ہوئی تھیں مصیبتیں کیا

لواءِ حمد بھی، کوثر بھی اور قربت بھی
خدا نے بخشی ہیں آقا کو عظمتیں کیا کیا

یہ من رانی نشانِ فقد راٴالحق ہے
ہیں تیرے حسن میں پنہاں حقیقتیں کیا کیا

برائے وصلِ خدا لامکاں بلائے گئے
حضور آپ کو حاصل تھیں خلوتیں کیا کیا

مِرے نبی کی رضا ہے رضائے رب اشرفؔ
نہاں اسی میں ہے مولیٰ کی حکمتیں کیا کیا

مٹانے فرشِ گیتی سے سبھی تاریکیاں آئے
مرے سرکار کرنے کل جہاں کو ضوفشاں آئے

مچا رکھا تھا ہر سو اہل شر نے شور و ہنگامہ
زمیں پہ بن کے آقا داعی امن و اماں آئے

اویسی اور بلالی فکر سے ناآشنا ہیں جو
کہاں سے ان کے اندر عشق کی تاب و تواں آئے

ہوئی انسانیت آراستہ تہذیب کی خو سے
عرب کی خاک پر جب نازشِ ہر دوجہاں آئے

عمر فاروق کی فرماں روائی مختلف ہی ہے
اگر چہ اس جہاں میں اک سے اک فرماں رواں آئے

یکا یک شرک و بدعت کے مکانوں میں اذاں گونجی
لیے قرآن جب خواجہ پیا ہندوستاں آئے

بہت عرصہ سے تھی انسانیت اِس خاک پر پیاسی
پلانے جامِ الفت سرورِ کون و مکاں آئے

محمد مصطفٰے کی نعت لکھنے کا ارادہ ہے
دعا کر دیجیے اشرفؔ میں بھی طرزِ بیاں آئے

۞۞۞

سوئی ہوئی تقدیر ہو بیدار کسی دن
سرکار دکھا دیں مجھے دربار کسی دن

ہو جائے شفاعت کا بھی حقدار کسی دن
پہنچے درِ اقدس پہ گنہ گار کسی دن

پہنچوں گا میں دربارِ رسالت میں کسی روز
ہو جائے گی قسمت مِری بیدار کسی دن

کہتی ہے تڑپ کر مِری حسرت یہی مجھ سے
بلوائیں گے طیبہ مجھے سرکار کسی دن

گلزارِ مدینہ کا ہوں میں بلبل شیدا
ہوگا مِرا مسکن وہی گلزار کسی دن

میں رحمتِ سرکار سے مایوس نہیں ہوں
طیبہ مجھے بلوائیں گے سرکار کسی دن

سرکار نہیں تابِ نظر پھر بھی ہے حسرت
آ جائے نظر خواب میں رُخسار کسی دن

آ جائے وہیں اشرفؔ خستہ کی اَجَل بھی
پہنچے جو وہ قسمت سے درِ یار کسی دن

۞۞۞

ہونٹوں پہ اگر صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ ہو
پھر کیوں نہ مسرت کا کنول دل میں کھلا ہو

ہوتی ہیں فدا اس پہ ہی جنت کی بہاریں
جو سرور کونین کی عظمت پہ فدا ہو

آغوش میں سرکار کا ہے جب سرِ اقدس
پھر کس لیے اے شیرِ خدا عصر قضا ہو

اچھے ہیں برے ہیں کہ خطاکار یا مجرم
ہم جو بھی ہیں سرکار مگر آپ نبا ہو

سوراخ سے ہی سانپ یہی ثور میں بولا
دیدار کا سرکار شرف مجھ کو عطا ہو

ممکن ہی نہیں راستہ بدلے نہ وہ دریا
خط حضرت فاروق کا جب اس کو ملا ہو

پانی میں پلا دیجیے گر خاکِ مدینہ
ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ حاصل نہ شفا ہو

آقا کے نواسے کے علاوہ نہیں کوئی
سرتن سے جدا ہو کے جو قرآن پڑھا ہو

گر نزع کے عالم میں پریشان رہوں میں
”سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو“

دنیا میں رفاقت کا شرف پایا ہے اشرفؔ
محشر میں بھی سبطین کی قربت میں کھڑا ہو

گُل و گلشن میں یہ رنگوں کی جو جلوہ فشانی ہے
یہ سب کچھ آمنہ کے لال کی ہی مہربانی ہے

بنایا ہے خدا نے مالکِ کونین آقا کو
مرے سرکار کی دونوں جہاں پر حکمرانی ہے

صفا، مروہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ کا ہر گوشہ
خلیلُ اللہ، ذبیح اللہ کی زندہ نشانی ہے

میں آقا کے غلاموں کے غلاموں کا ہوں اِک خادم
یہی تاریخ ہے میری یہی میری کہانی ہے

اسے اے نوجوانو! ضائع ہونے سے بچا لینا
تمہارے پاس جو یہ چند روزہ زندگانی ہے

سگِ دربارِ غوث پاک مجھ کو شوق سے کہیے
میں اُس در کا ہی منگتا ہوں مری نسبت پُرانی ہے

ہر اِک جانب مرے سرکار کی عظمت کے ہیں چرچے
کہیں ہے نعت کی محفل کہیں میلاد خوانی ہے

ہے اس کی شاخ اجمیر و بریلی، کلیر و دیوا
مدینہ طیبہ لطف و کرم کی راجدھانی ہے

ہم اس پیشے کو اشرفؔ کس طرح سے چھوڑ سکتے ہیں
نبی کی نعت تو پیشہ ہمارا خاندانی ہے

۞۞۞

تقدیر جگاتے ہیں مدینے کے مسافر
رحمت میں نہاتے ہیں مدینے کے مسافر

سرکار کے روضے پہ نظر پڑتے ہی فوراً
آنسو بھی بہاتے ہیں مدینے کے مسافر

فردوس کی وادی میں زیارت کے تصدق
گھر اپنا بناتے ہیں مدینے کے مسافر

خاکِ درِ سرکار کو ہاتھوں میں اٹھا کر
آنکھوں میں لگاتے ہیں مدینے کے مسافر

چھپ چھپ کے میں روتا ہوں مرا دل بھی ہے روتا
جب ہند سے جاتے ہیں مدینے کے مسافر

لگتا ہے کہ چہرے پہ تقدس کا سماں ہے
جب لوٹ کے آتے ہیں مدینے کے مسافر

مزدلفہ و عرفات و منیٰ، خانۂ کعبہ
آنکھوں میں بساتے ہیں مدینے کے مسافر

اے سی میں بھی واللہ! مزہ اتنا نہیں ہے
جتنا مزہ پاتے ہیں مدینے کے مسافر

یہ بات احادیث سے ثابت ہے اے اشرفؔ
فردوس میں جاتے ہیں مدینے کے مسافر

۞۞۞

اِدھر ڈھونڈتی ہے اُدھر ڈھونڈتی ہے
مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
پَرندِ تخیل کی چشمِ تجسس
حرم کا معطر شجر ڈھونڈتی ہے
جبینِ عقیدت جہاں ہے خمیدہ
مری آنکھ وہ سنگِ در ڈھونڈتی ہے
ضرور آئے گی فتح قدموں میں تیرے
مگر وہ حسینی جگر ڈھونڈتی ہے
وہیں جاکے آرام ملتا ہے اُس کو
نظر تھانوی کی گٹر ڈھونڈتی ہے
نہیں صرف رضوان، خود حورِ جنت
خیابانِ خیرالبشر ڈھونڈتی ہے
مدینے سے پھر آ گیا تیرا ویزہ
سماعت یہی بس خبر ڈھونڈتی ہے
جو حج میں ابھی میرے پیشِ نظر تھی
نظر رُت وہی سال بھر ڈھونڈتی ہے
مری روح تو لمحہ لمحہ اے اشرف
امینِ شریعت کا گھر ڈھونڈتی ہے

✿✿✿

اَے حاجیو! کعبہ کی زیارت ہو مبارک
دیدارِ مدینہ کی سعادت ہو مبارک
جو بارگہِ رب میں معافی کے ہیں طالب
اُن بندوں کو اظہارِ ندامت ہو مبارک
اے حاجیو! مزدلفہ و عرفات و منیٰ میں
لبیک کے نغموں کی سماعت ہو مبارک
سرکار کی تربت کی زیارت کے تصدُّق
ہر زائرِ طیبہ کو شفاعت ہو مبارک
دورانِ صفا مروہ سعی کرنے کے لمحات
عرفات کے میداں کی اقامت ہو مبارک
ہر لمحہ تسلسل سے مدینے کی زمیں پر
بہتا ہوا دریائے سخاوت ہو مبارک
جب پہلی نظر خانۂ کعبہ پہ پڑے گی
اس وقت دعاؤں کی اجابت ہو مبارک
اے زائرو! مکے سے مدینے کی زمیں تک
تا حدّ نظر بارشِ رحمت ہو مبارک
ہو جائے درِ شہ کی اگر حاضری مقبول
پھر جنتی ہونے کی ضمانت ہو مبارک

ہردم جہاں رہتی ہیں فرشتوں کی قطاریں
ان جنتی گلیوں کی رفاقت ہو مبارک
جس خاک نے بوسہ لیا آقا کی جبیں کا
اُس مسجد نبوی میں عبادت ہو مبارک
ہر زائر طیبہ سے ہر اِک عازمِ حج سے
کہتی ہے فرشتوں کی جماعت، ہو مبارک
کہتا ہے مرے کانوں میں چپکے سے کوئی یہ
اے زائرِ دربار رسالت! ہو مبارک
ہے حج و زیارت کا شرَف دولتِ عظمیٰ
اس واسطے کہتا ہوں یہ دولت ہو مبارک
دی میں نے خبر حج کی تو احباب یہ بولے
اشرف تجھے یہ حج کی سعادت ہو مبارک

آقا مرے نصیب کے گیسو سنوار دو
بارِ الم کو زیست کے سر سے اتار دو
ایماں، عمل، خلوص و محبت کی نکہتیں
گلزارِ کائنات کے اے گل عذار دو
عزمِ جواں کی تیغ سے کانپے یزیدیت
صدقہ حسین کا شہِ عالی وقار دو
حضرت بلال جیسی وِلا مجھ کو ہو عطا
عشقِ اویس، فقرِ ابو ذر غِفار دو
چشمِ کرم ادھر بھی مسیحائے جسم و جاں
بے چین دل ہے اس کو سکون و قرار دو
مجرم ہوں اور خاطی و عاصی ہوں ، عفو کا
پروانہ مجھ کو شافعِ روزِ شمار دو
گستاخ ''کیمرون'' کا کرنا ہے سر قلم
سرکار میرے ہاتھوں میں اب ذوالفقار دو
جس کا نشہ نہ اترے کبھی جیتے جی شہا
اپنی ولا و عشق کا ایسا خمار دو
اے ربّ ذو الجلال، کریم اور کارساز
عشقِ نبی کے غازے سے ایماں نکھار دو
اپنے دیارِ پاک میں اے شاہِ بحر و بر
اشرف کو موقع جانے کا بس ایک بار دو

۞۞۞

ہوئی کافور ظلمت، روشنی پھیلی ہدایت کی
کرن پھوٹی جہاں میں جس گھڑی شمعِ رسالت کی

امام الانبیا، فخرِ رسل جن کا لقب ٹھہرا
خدا نے ان کے سر دستار رکھّی ہے فضیلت کی

بہ شکلِ مصطفیٰ ہم کو ملی ہے نعمتِ عظمیٰ
خوشی کیوں نہ منائیں آپ کے جشنِ ولادت کی

زمین و آسماں کھنگال کر بولے یہی جبریل
نہیں ملتی کوئی تمثیل آقا کی ملاحت کی

وہ سلطانِ دو عالم بیٹھ کر ٹوٹی چٹائی پر
بڑے ہی شان وشوکت سے دو عالم پر حکومت کی

نبی نے عدل کا پرچم اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں
کہانی ختم کر دی دہر سے ظلم و عداوت کی

لگا دو جان کی بازی، کٹا دو اپنی گردن کو
اگر آ جائے نوبت حفظِ ناموسِ رسالت کی

خدا نے آپ کو "انا فتحنا" کا علَم بخشا
معیّت آپ کو حاصل رہے گی فتح و نصرت کی

ولادت کی شبِ اقدس پئے تعظیمِ پیغمبر
صدا آتی تھی ہر اک سمت سے پیہم تحیت کی

وہی دارین کی خوش بختیوں کا مستحق ٹھہرا
بصد اخلاص جس نے بھی محمد کی اطاعت کی
سروں پر قوم کے منڈلا رہے ہیں ظلم کے بادل
''مدد فرمایئے آقا پریشاں حال امت کی''
ستائی جا رہی ہے قومِ مسلم آج دنیا میں
''مدد فرمایئے آقا پریشاں حال امت کی''
محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ کی تیغِ برّاں سے
اڑا کے رکھ دو گردن سارے آلام و مصیبت کی
ہویدا اول و آخر کا معنیٰ ہو گیا اشرفؔ
شبِ اسریٰ نبی نے جب رسولوں کی امامت کی

QULZUM E MIDHAT
by Ashraf Raza Qadri

پیکرِ علم و ادب حضرت مولانا مفتی توفیق احسنؔ برکاتی صاحب قبلہ

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

"۔۔۔نعت گو شعرا کی بھیڑ میں محب گرامی مولانا محمد اشرف رضا قادری | مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت | کا نام بہت نمایاں ہے۔ شاعری کی دنیا میں ان کے کچھ ایسے کام ہیں جو میدانِ نعت میں ان کی شعری فتوحات کو امتیاز و انفراد عطا کرتے ہیں۔ وہ درجنوں نثری کتابوں کے مصنف و مرتب ہیں، علم و تحقیق سے گہرا یارانہ ہے، وہ ادب آمیز زبان اور خاص علمی اسلوب بیان کے مالک ہیں، گویا نثر و نظم ان کی جولان گاہ فکر میں یکساں داخل ہیں۔

"قلزم مدحت" ان کا آٹھواں شعری مجموعہ ہے، ان کی دو منظوم کتابیں تو شاعری کا وجدان رکھنے والوں کو بھی استعجاب کا شکار بنا دیتی ہیں: منظوم سوانح امین شریعت اور منظوم سوانح تاج الشریعہ۔ ان کے علاوہ تضمینِ اشرف (مولانا حسن رضا بریلوی کے ۵۰ کلاموں پر تضامین) خیابانِ اشرف (مولانا حسن بریلوی کی زمین پر لکھے گئے کلام) گلبن باغ نور (امام احمد رضا قادری کی زمین پر لکھے گئے کلام)، اے عشق ترے صدقے (نعتوں اور منقبتوں کا مجموعہ) اور قطعاتِ اشرف طبع ہو چکے ہیں اور اہل ادب سے خراج بھی وصول کیا ہے۔ مولانا محمد اشرف رضا قادری عالم دین ہیں، شعری نزاکتوں کے عارف و امین اور فن کی باریکیوں سے آگاہ ہیں، لفظوں اور ترکیبوں کا ایک خزانہ اپنے پاس رکھتے ہیں، استعاروں کا ایسا برجستہ استعمال کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کی طبیعت جھوم جاتی ہے۔ ان کے اشعار سادگی میں پرکاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔۔۔"